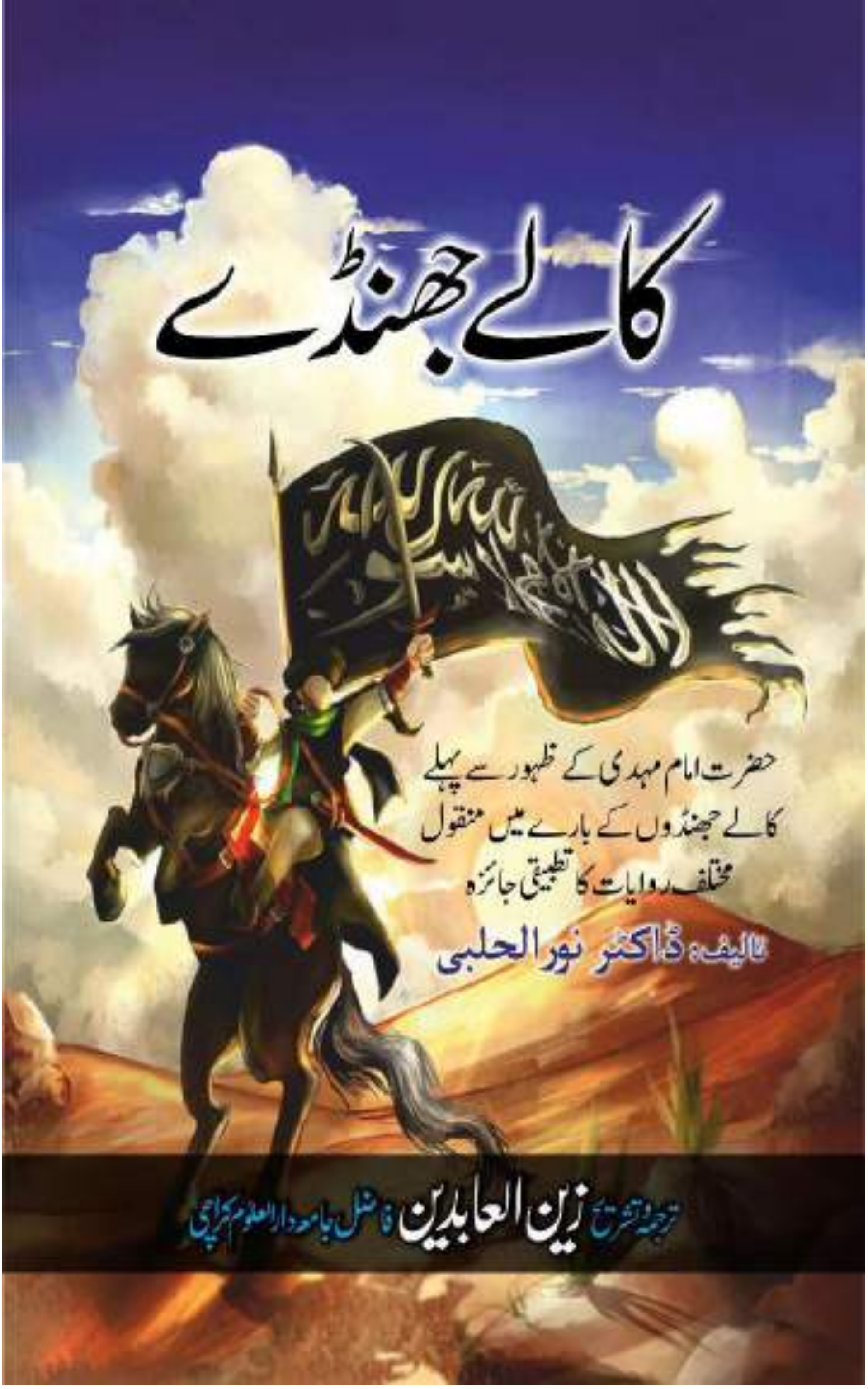
کالے جھنڈے
حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے
کالے جھنڈوں کے بارے میں منقول
مختلف روایات کا تطبیقی جائزہ
تالیف: ڈاکٹر نور الحلبی
ترجمہ وتشریح زین العابدین فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

کتاب کا نام : کالے جھنڈے

تالیف : ڈاکٹر نورا لحلبی

اردو ترجمہ زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

تاریخ : جون 2021

رابطہ :
+923003169031
Zainulabidin313@gmail.com

کیا آخر زمانے میں سیاہ جھنڈے والی تنظیموں کا سامنے آنا حضرت امام مہدی کے ظہور کی نشانی ہے؟

مختلف بلکہ باہم متحارب ایسی تنظیموں میں کس کا جھنڈا بر حق ہے اور کون باطل پر ہے؟

تفصیل کتاب میں۔۔۔۔۔

فہرست

کالے جھنڈے..................................4

پیش لفظ..................................4

ظلم کا نظام اور خلافت کا قیام..................................6

عرب بہار..................................9

جھنڈوں کی متعدد قسمیں..................................10

حجاز میں کالے جھنڈے..................................16

شام میں کالے جھنڈے..................................17

باہم متعارض روایات کی تطبیق..................................24

قابلِ مذمت جھنڈے..................................38

ملے جلے جھنڈے..................................49

کالے جھنڈے

پیش لفظ

سیاہ جھنڈے جو حضرت امام مہدی سے پہلے ایک زمانی علامت کے طور پر احادیث وروایات میں منقول ہیں۔ امت کی تاریخ میں ایسی متعدد جماعتیں اور افراد سامنے آئے ہیں جو سیاہ جھنڈوں کے حامل تھے۔ پہلی مرتبہ یہ بنو امیہ کے دور حکومت میں سامنے آئے اور یہ جھنڈا ابو مسلم خراسانی نے لہرایا تھا۔ ابو مسلم اہل بیت کے نام پر بنو عباس کی خلافت کے لئے راستہ ہموار کرنا چاہتا تھا، جس کے نتیجے میں بنو عباس کی خلافت قائم ہو گئی۔ اُس کے بعد موجودہ دور میں القاعدہ، دولت اسلامیہ سمیت متعدد جہادی تنظیموں کے بھی کالے جھنڈے سامنے آئے، اہلِ تشیع کے بھی سیاہ رنگ کے جھنڈے عموماً محرم کے موقع پر نظر آتے رہتے ہیں۔

ان جھنڈوں کے بارے میں روایات باہم مختلف بلکہ متعارض ہیں، بعض روایات میں ان جھنڈوں کو حضرت امام مہدی کے ظہور کے ساتھ جوڑا گیا ہے، اور یہ کہ ایسے جھنڈے اُن کی خلافت و تمکین کے لئے راستہ کی ہمواری کا کام کریں گے۔ ایسی چند روایات میں کالے جھنڈے والوں کی مدح کی گئی ہے، اُن کے پاس جانے، شریک ہونے کی ترغیب موجود ہے۔ کچھ دوسری روایات میں کالے جھنڈوں والے افراد کی مذمت کی گئی ہے، کفر و گمراہی پر ان کا خاتمہ بتلایا گیا ہے۔ جبکہ چند روایات میں سیاہ جھنڈے والوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو حرکت نہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

ان میں سے کون سی روایت کون سے زمانے اور کس جماعت پر منطبق ہوتی ہے؟

زیرِ نظر کتاب روایات کی روشنی میں انہی اشکالات کا جواب ہے۔ الرایات السود کے نام سے یہ شامی شہر حلب سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر نور الحلبی کی تصنیف ہے، بندہ نے اس کا

ترجمہ کیا ہے، بعض جگہوں پر کچھ شرح یا اضافہ بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما کر اس کاوش کو قبول فرمائیں اور فلاحِ دارین کا ذریعہ بنائیں۔ آمین، وما توفيقي إلا بالله

زین العابدین

جامعہ دارالعلوم بڈھ بیر پشاور

ظلم کا نظام اور خلافت کا قیام

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه ، قال: قال نبي الله صلى الله عليه وسلم: ينزل بأمتي في آخر الزمان بلاء شديد من سلطانهم لم يسمع بلاء أشد منه ، حتى تضيق عنهم الأرض الرحبة ، وحتى يملأ الأرض جوراً وظلماً . لا يجد المؤمن ملجأ يلتجئ إليه من الظلم ، فيبعث الله عز وجل رجلاً من عترتي ، فيملأ الأرض قسطاً وعدلاً ، كما ملئت ظلماً وجوراً ، يرضى عنه ساكن السماء وساكن الأرض ، لا تدخر الأرض من بذرها شيئاً إلا أخرجته ، ولا السماء من قطرها شيئاً إلا صبه الله عليهم مدراراً ، يعيش فيها سبع سنين أو ثمان أو تسع ، تتمنى الأحياء الأموات مما صنع الله عز وجل بأهل الأرض من خيره (1)

"آخری زمانے میں میری امت پر ان کے حکام کی جانب سے ایسی شدید آزمائش نازل ہوگی کہ ایسی آزمائش کا کسی نے سنا نہیں ہوگا، اللہ کی یہ کھلی زمین بھی ان پر تنگ ہو جائے گی، اور پوری زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی۔ بندہ مومن کو ایسی پناہ گاہ نہیں ملے گی جہاں اسے ظلم سے خلاصی ملے، ایسے وقت میں اللہ میری عترت (اولاد) سے ایسی شخصیت کو بھیج دے گا جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی، آسمان کے فرشتے اور زمین کے باشندے دونوں ان سے راضی و خوش ہوں گے، زمین کسی بیج کو بغیر اگائے نہیں چھوڑے گی اور آسمان کسی قطرے کو مگر اللہ ان پر موسلادھار برسائے گا۔ وہ زمین میں سات یا آٹھ یا نو سال زندہ رہیں گے، اہلِ زمین کے

---

(1) رواه الحاكم في المستدرك و قال هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه.

ساتھ خیر کے اس معاملے کو دیکھتے ہوئے زندہ لوگ مردوں کے زندہ ہونے کی تمنا کریں گے۔"

آخری زمانے میں امت کی جس آزمائش اس کا حدیث میں ذکر ہے اس کی وجہ دہشت گرد و انتہا پسند کہلانے والی جماعتیں اور تنظیمیں نہیں ہیں، نہ کالے جھنڈوں والے ہیں، جیسا کہ پروپیگنڈا اوار کے ذریعے دنیا والوں کو باور کرایا گیا ہے، بلکہ مغرب کا ظلم بھی نہیں ہے۔ اس کا مصدر جیسا کہ حدیث میں تذکرہ ہے ہمارا "حاکم" یعنی اربابِ سلطنت، اور نظام حکومت ہے۔ جو امت کی تاریخ میں **"حکم جبری"** کے نام سے احادیث میں مذکور ہے۔ ہماری اس آزمائش کا جس کی پرواہ ظالم حکام اور اہلِ مغرب سمیت کسی کو بھی نہیں لیکن نبی رؤوف و رحیم ﷺ کو تھی اور انہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں خبر دار فرمایا ہے۔ اور اس وقت عالمِ اسلام کے تمام ڈکٹیٹر، آمر، فوجی چیف، صدور و وزراء، فوج و پولیس، قید خانے و ٹارچر سیلز بلکہ مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط ظلم و جبر کا یہ نظام اس امت کے لیے شدید ترین آزمائش کا ذریعہ ہے۔

ظلم کے اس پھیلاؤ کی خصوصاً مسلم معاشرے میں تاریخ میں کبھی مثال ہی نہیں ملتی، جس کا ہمیں قرن الشیطان نامی شیطانی صدی میں سامنا ہے۔ جس کے بارے میں نبی ﷺ نے تنبیہ فرمائی تھی و ساد القبیلۃ فاسقھم و کان زعیم القوم أرذلھم(2)
(قبیلے میں فاسق آدمی ہی ان کا سربراہ ہو گا اور قوم کا خبیث ترین شخص ہی ان کا لیڈر رہو گا۔)

لیکن ساتھ ہی اس آزمائش سے نجات کی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے کہ اس جبری نظام کی شبِ دیجور کے بعد خلافتِ نبوت کی سحر طلوع ہو گی۔ جو میری ہی پاک عترت سے

---

(2) ترمذي

تعلق رکھنے والی ایک شخصیت کے ہاتھوں ہوگی۔ اور یہ تب ہوگا جب فتنہ دُہیما کے ذریعے مسلمانوں کے اندر منافق و مومن کے دو واضح کیمپ بن جائیں گے، یہ فتنہ عربوں کا صفایا کرے گا۔ خلافت نبوت کی ایک علامت کالے جھنڈوں کا نکلنا ہے جو امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کریں گے۔

ایک طرف خلافت کے دشمن ہیں، جو ظاہری اسباب کے مالک ہیں، ٹیکنالوجی، اسلحہ، ایٹمی و کیمیائی ہتھیار، مکر وفریب سے بھرے منصوبے جو پہاڑوں کو بھی ہلاڈالے، سائیکس پیکو کے پنجرے میں بند مسلم ممالک کے حکام بھی ان کی مٹھی میں ہیں، لیکن دوسری جانب اللہ کی ذات ہے جس کے پاس ان سب کا علاج ہے۔ اس نے ہی وعدہ کررکھا ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ﴾(3)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اُن سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اور اُن کے لئے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے اُن کے لئے پسند کیا ہے، اور اُن کو جو خوف لاحق رہا ہے اُس کے بدلے اُنہیں ضرور امن عطا کرے گا۔

اللہ کے اس وعدے کے لیے ایمان و عمل صالح کی شرط ہے، جب امت میں اس کے آثار نظر آئیں گے تو اللہ اس وعدے کو پورا فرمائے گا۔ اس کے آثار نظر آرہے ہیں، اُن علامتوں میں ایک بڑی علامت "کالے جھنڈے" ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ منزل

---

(3) النور ۵۵

آنے ہی والی ہے جہاں امت کی ناؤ کنارے جا لگے گی اور اللہ اپنے اس دین کو پھر سے زمین مین غلبہ عطا فرمائے گا۔ زمین فتنے وفساد سے پاک ہو گی اور حق کا بول بالا ہو جائے گا۔

عرب بہار

جبر کی بنیاد پر بننے والا نظام جس کے بعد خلافت کی نوید سنائی گئی ہے اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے، اور ایسے میں اس کا جبر و ظلم شدید تر ہو تا جائے گا یہاں تک کہ آخری بھڑک مار کر فنا ہو جائے گا۔ اس نظام کے خاتمے کی ابتدا 2011 میں ان بغاوتوں اور انقلابات سے ہوئی جو عرب بہار کے نام سے معروف ہوئے، اس کے بعد تین جگہوں پر لشکروں کی تشکیل ہوئی۔

سيصير الأمر إلى أن تكونوا جنودا مجندة: جند بالشام، وجند باليمن، وجند بالعراق. فقال ابن حوالة: خِرْ لي يا رسول الله إن أدركت ذلك. فقال: عليك بالشام، فإنها خيرة الله من أرضه، يجتبي إليها خيرته من عباده، فأما إن أبيتم فعليكم بيمنكم واسقوا من غدركم فإن الله توكل لي بالشام وأهله.(4)

حضرت عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمارے لشکر بنیں گے، ایک لشکر شام میں ہو گا، ایک لشکر یمن میں ہو گا اور ایک لشکر عراق میں ہو گا، حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے ان مقامات میں سے کوئی منتخب کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ اللہ کی زمین میں بہترین جگہ ہے۔ اللہ اپنے بہترین بندوں کو یہاں کھینچ کر لاتا

(4) [illegible]

ہے، یہاں نہ جانا چاہو تو پھر یمن چلے جاؤ اور اسکے تالابوں سے پانی پیو، اللہ نے میرے لیے شام اور اہلِ شام کی کفالت کی ہے۔

عرب بہار کی ہوا چلنے کے بعد مسلمانوں کا لشکر شام میں تشکیل پا گیا، جہاں ابھی تک لڑائی چل رہی ہے، پھر امریکی انخلا کے بعد عراق میں لشکر وجود میں آیا، سب سے پہلے مختلف تنظیموں کی صورت میں پھر دولت الاسلامیہ فی العراق والشام (داعش) کی صورت میں، اس کے بعد یمن میں بھی مجاہدین کا لشکر سامنے آگیا، اور وہ بھی مصروف جنگ ہیں۔

کالے جھنڈے اس سے پہلے ظہور پذیر ہوئے۔ زمین کے مختلف خطوں سے مجاہدین کالے جھنڈوں کے حاملین کے ساتھ جا مل رہے ہیں، مغرب میں کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو رہے ہیں اور جہاد کے میدانوں کی طرف رُخ کر رہے ہیں۔ القاعدہ و دولت اسلامیہ چاہے ہماری نظر میں دہشت گرد ہوں یا انتہا پسند یا خوارج یا غلو زدہ۔

جھنڈوں کی متعدد قسمیں

کالے جھنڈے والوں سے مراد دولت اسلامیہ (داعش) کے جھنڈے ہیں یا القاعدہ کے یا شیعوں کے جھنڈے ہیں؟

کالے جھنڈوں کے بارے میں منقول کثیر تعداد کی مختلف روایات، ان پر محدثین کے تبصرے، رد و قبول کے مختلف معیارات، صحت و ضعف کے اقوال پڑھتے یا سنتے ہیں تو شدید حیرت ہوتی ہے، اور ذہن میں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ ہم معاملات کو سفید یا سیاہ شکل میں دیکھنے کے عادی ہیں، ہماری نظر میں کوئی چیز یا حلال ہے یا حرام، مطلقا قابلِ قبول ہے یا بالکلیہ مسترد، اس لئے ہمیں ان جیسے امور کے سمجھنے میں اشکال پیدا ہوتا ہے، لیکن اگر ہم ایک عمومی نگاہ ان احادیث پر ڈالیں اور مختلف النوع روایات کو سامنے رکھیں تو یہ عجیب

بات سامنے آتی ہے کہ بہت ساری وہ روایات جنہیں محدثین نے سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے زمینی حقیقتوں کے ساتھ بہت ہی موافق نظر آتی ہیں، اور اس کا ایک واضح مصداق وجود کی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری جانب بہت سی صحیح احادیث جو کالے جھنڈوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں تناقض نظر آتا ہے، کیا یہ صرف ظاہری تعارض ہے اور ہر حدیث ایک لمبے قصے کا ایک ٹکڑا ہے، جو ایک محلِّ اعراب رکھتا ہے یا حقیقتاً تعارض موجود ہے۔ اگر تناقض ہے تو یہ تناقض کیسے دور کیا جائے؟

ابن ماجہ کی ایک روایت ہے:

بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ أقبل فتية من بني هاشم فلما رآهم النبي صلى الله عليه وسلم اغرورقت عيناه وتغير لونه، فقلت: ما نزال نرى في وجهك شيئا نكرهه. فقال: إنا أهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا. وإن أهل بيتي سيلقون بعدي بلاء وتشريدا وتطريدا حتى يأتي قوم من قبل المشرق معهم رايات سود فيسألون الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها إلى رجل من أهل بيتي، فيملؤها قسطا كما ملئوها جورا. فمن أدرك ذلك منكم فليأتهم ولو حبوا على الثلج (5)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ بنو ہاشم کے کچھ نوجوان سامنے آئے، جب نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں اور چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا، میں نے عرض کیا: کہ ہم تو مسلسل آپ کے رخِ انور پر ناپسندیدہ حالت دیکھ رہے ہیں، تو آپ

(5) ابن ماجه، الفتن: خروج المهدي.

ﷺ نے فرمایا: ہم خاندان نبوت کے لیے اللہ نے دنیا کی بجائے آخرت کو چن لیا ہے، میرے اہلِ بیت کو میرے بعد آزمائشیں پیش آئیں گی، انہیں اپنے وطن سے نکالا جائے گا، اپنے سے دور کیا جائے گا۔ یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ مشرقی جانب سے ایسی قوم آئے گی جن کے پاس کالے جھنڈے ہوں گے، وہ خیر کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہیں دی جائے گی، چنانچہ وہ لڑیں گے اور ان کی نصرت کی جائے گی، پھر ان کا مطالبہ پورا کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ اسے میرے اہلِ بیت کے ایک شخص کو دیں گے، وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسا کہ انہوں ن ے ظلم وزیادتی سے بھری دی تھی۔ تم میں سے کوئی شخص یہ زمانہ پائے تو وہ ضرور ان کے پاس جائے اگرچہ اسے برف پر گھسٹنا پڑے۔

مستدرک حاکم نے اسی روایت کو ایک دوسرے طریق سے نقل کیا ہے جس کے متن میں کچھ تفصیلات کا اضافہ ہے۔

> "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، خوشی آپ کے چہرے سے چھلک رہی تھی، ہم نے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کیا آپ نے اس کا جواب دیا، اور جس سے ہم خاموش ہوئے آپ نے خود بتلایا، اتنے میں بنوہاشم کے کچھ نوجوان گزرے جن میں حضرات حسنین بھی تھے، جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو انہیں چمٹالیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی رواں ہوئی، ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول! ہم آپ کے روئے انور پر ناپسندیدہ صورتِ حال دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم خاندان نبوت والوں کے لیے اللہ نے دنیا کی بجائے آخرت پسند کی ہے، انہیں میرے بعد دیس نکالا دیا جائے گا، دور ہٹایا جائے گا۔ یہ سلسلہ تب تک

چلتا رہے گا جب تک مشرق سے سیاہ جھنڈے بلند نہ ہوں، وہ حق کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، اس کے بعد وہ پھر حق مانگیں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، چنانچہ وہ لڑیں گے اور ان کی نصرت کی جائے گی، تم میں سے یا تمہارے بعد کے لوگوں میں سے جو وہ زمانہ پائے تو میرے اہلِ بیت کے امام کے پاس چلا جائے چاہے اسے برف پر گھسٹنا پڑے، یہ ہدایت کے جھنڈے ہیں، یہ لوگ اس جھنڈے کو میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کریں گے، جس کا نام میرے نام کی طرح اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کی طرح ہو گا، وہ زمین کا مالک بنے گا، اور اسے عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔"(6)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ یہ جھنڈے "یدایت یافتہ" جھنڈے ہیں، اور ہمیں زبانِ نبوت سے یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ان کے حاملین کے پاس جائیں چاہے ہمیں ان کے پاس پہنچنے میں برف پر گھسٹ کر جانا کیوں نہ پڑے، یہی وہ لوگ ہیں جو امام مہدی کے انصار و اعوان بنیں گے، اور خلافت کے لیے راستہ بنائیں گے۔ یہ حق کا مطالبہ کریں گے، اس کے لیے لڑیں گے اور آخر کار ان کی مدد کی جائے گی۔ لیکن فتح یاب ہونے کے بعد وہ خود خلافت کے قیام کا اعلان نہیں کریں گے، بلکہ اس شخصیت کے حوالے کریں گے جو اس کا اہل ہو گا یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام۔

ہدایت سے متصف انہی جھنڈے والوں کے بارے میں یہ روایات بھی پڑھ لیجیے، جو نعیم بن حماد نے حضرت حسنؒ سے نقل کی ہے کہ:

---

(6) (مستدرک الحاکم، کتاب الفتن والملاحم، رقم الحدیث 8531)

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر بلاء يلقاه أهل بيته حتى يبعث الله رايةً من المشرق سوداء من نصرها نصره الله و من خذلها خذله الله حتى يأتوا رجلاً اسمه كاسمي فيولّيه أمرهم فيؤيّده الله و ينصره ( )

”رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کی آزمائش کا تذکرہ کیا اور یہ فرمایا کہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ مشرق سے کالا جھنڈا بھیج دے گا، جو شخص اس کے حاملین کی مدد کرے گا وہ اللہ کی مدد کا مستحق بنے گا، اور جو انہیں بے یار و مدد گار چھوڑ دے گا اللہ بھی اسے بے یار و مدد گار چھوڑ دے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ ایسے شخص کے پاس آجائیں گے جن کا نام میرے نام کے موافق ہو گا، انہیں اپنا ذمہ دار بنائیں گے، اللہ اس شخص کی تائید و نصرت فرمائے گا۔“

ایک اور روایت ہے جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ:

تجيء الرايات السود من قبل المشرق كأنّ قلوبهم زبر الحديد فمن سمع بهم فليأتهم و ليبايعهم و لو حبوا على الثلج (٨)

”کالے جھنڈے مشرقی جانب سے آئیں گے گویا ان کے دل لوہے کے ٹکڑے ہیں، جو ان کے بارے میں سُنے وہ ان کے پاس آجائے، اور ان کی بیعت کرے، اگرچہ اسے برف پر گھسیٹ کر جانا پڑے۔“

---

(7) [illegible]

(8) [illegible]

وعن علي رضي الله عنه قال: يخرج رجل من وراء النهر يقال له الحارث بن حراث على مقدمته رجل يقال له منصور، يوطئ أو يمكن لآل محمد كما مكنت قريش لرسول الله ﷺ، وجب على كل مؤمن نصره أو قال إجابته (9)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ماوراء النہر کے علاقے سے ایک شخص نکلے گا جسے الحارث بن حراث کہا جائے گا، اس کے آگے ایک اور شخص ہو گا جسے منصور کہا جاتا ہو گا، وہ اٰلِ محمد کے اقتدار کے لیے راستہ ہموار کرے گا جس طرح قریش نے رسول اللہ ﷺ کے لیے راستہ ہموار کیا، ہر مومن پر لازم ہے کہ ان کی مدد کرے یا یوں فرمایا کہ ان کی پکار کا جواب دے۔“

ان سب روایات میں مذکور کالے جھنڈے والوں کے پاس جانے، ان کی نصرت کرنے، بیعت کرنے اور پکار کا جواب دینے کا ذکر ہے لیکن ساتھ یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ چاہے تمہیں برف پر گھسٹنا پڑے۔ یہ عبارت قابلِ غور ہے، کیونکہ یہ بات روایات میں متعین ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت مکہ میں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہو گی، جبکہ مکہ کی آب و ہوا شدید گرم ہے، وہاں کی پوری معلوم تاریخ میں کبھی برفباری نہیں ہوئی۔

تو کیا بیعت متعدد مرتبہ ہو گی؟

کسی سرد ترین پہاڑی مقام پر بھی، اور پھر مکہ میں بھی۔ یا حجاز میں موسم کے احوال میں ایسی تبدیلی آجائے کہ وہاں امام مہدی کی بیعت کے وقت برف باری ہوئی ہو گی؟

---

(9) [illegible]

حارث نام کا یہ شخص کون ہوگا، جو حجاز سے بہت دور افغانستان کے پہاڑی علاقے میں حضرت امام مہدی کی خلافت کے لیے راستہ ہموار کرے گا، جو خلافت کے قیام کے لیے بنیاد کی تعمیر کا کام کرے گا؟

اس سوال کا جواب ذکر کرنے سے پہلے چند مزید روایات پڑھ لیتے ہیں۔

حجاز میں کالے جھنڈے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة ثم لا يصير إلى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم ثم ذكر شيئا لا أحفظه فقال فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوا على الثلج فإنه خليفة الله المهدي. [10]

”تمہارے خزانے کے پاس تین آدمی لڑائی کریں گے، تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے، پھر کسی کو بھی کامل غلبہ حاصل نہیں ہوگا، اس کے بعد مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے، وہ تمہیں ایسے قتل کریں گے کہ ایسا قتل تمہارا کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ (پھر حضور ﷺ نے ایک بات فرمائی جسے میں یاد نہ رکھ سکا) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم انہیں دیکھو تو ان کی بیعت کرو چاہے تمہیں برف پر گھسٹنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ ”مہدی“ ہیں۔“

یہاں کالے جھنڈوں کے خروج کا عرصہ وہ بتلایا گیا ہے کہ جب ایک بادشاہ یا خلیفہ کا انتقال ہو جائے گا اور اس کے بیٹوں میں لڑائی ہو جائے گی، یہ لڑائی کسی خزانے پر ہوگی، اس

(10) سنن ابن ماجه أبواب المهدي، مستدرك حاكم.

خزانے کی نسبت حدیث میں مخاطبین کی جانب کی گئی ہے، یعنی "تمہارا خزانہ" یہ کعبے کے اس خزانے کے علاوہ ہو سکتا ہے جسے بہت آخر میں قیامت کے قریب ایک حبشی بادشاہ کعبے کو منہدم کر کے نکالے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خزانہ یہاں کا اقتدار ہو جو حرمین کی خدمت کی نسبت سے عطا ہوتا ہے، یا تیل کی آمدن مراد ہو، بہر حال ان کی یہ لڑائی حرمین کے مقدس مقام پر خونریزی کا ذریعہ بنے گی، جس پر اللہ ان کے اوپر کالے جھنڈے والوں کو مسلط کرے گا، جو حجاز پر حملے کے لیے از جانبِ مشرق آئیں گے، اور عربوں کو ایسا قتل کریں گے جس کی مثال نہیں ہو گی۔ بہ ظاہر یہ وقوع پذیر نہیں ہو چکا۔

حدیث میں خطاب صحابہ کرام کو ہے کہ وہ تمہیں قتل کریں گے، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اولاد اور ان کی جانب منسوب لوگوں کو، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ وہی جھنڈے ہیں جن کو بزبانِ نبوت "ہدایت" کی صفت کے ساتھ متصف کیا گیا، اور جن کے پاس برف میں گھسٹ کر بھی پہنچنے کا امر دیا گیا ہے۔ یا یہ کالے جھنڈے کوئی اور ہیں جو عربوں کا ایسا شدید قتلِ عام کریں گے؟ نیز کیا یہ ممکن ہے کہ یقتلونکم کی ضمیر بادشاہ کے تین بیٹوں کی جانب راجع ہو اور کالے جھنڈے والوں کی جانب نہ ہو؟ پھر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حدیث کا جو حصہ یاد نہ رکھ سکے، اس حصے کا تعلق کالے جھنڈے والوں کے قتلِ عام کے بعد اور بیعتِ امام مہدی کے بعد سے تھا وہ کیا بات تھی؟ کیا کوئی دوسرے صحابی ایسے ہیں جو روایت کے اس حصے کو محفوظ کر چکے ہوں جس کو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا حافظہ محفوظ رکھ نہ پایا۔

شام میں کالے جھنڈے

فتن کی روایات کے لیے مشہور شخصیت نُعیم بن حماد نے ایک روایت نقل کی ہے کہ:

تقبل الرايات السود من المشرق يقودهم كالبخت المجللة أصحاب الشعور، أنسابهم القرى و أسماؤهم الكنى يفتحون مدينة دمشق، ترفع عنهم الرحمة ثلاث ساعات

”کالے جھنڈے مشرقی جانب سے آئیں گے، ان کی قیادت وہ لمبے بالوں والے لوگ کریں گے جن کے سر گویا جھول پہنائے گئے بختی اونٹ ہیں، ان کی نسبت دیہاتی ہوگی، اُن کے نام کنیت والے ہوں گے، یہ لوگ دمشق شہر کو فتح کریں گے، تین گھڑی تک رحمت ان سے اٹھالی جائے گی۔“

ایک اور روایت ہے کہ:

يخرج من الجزيرة الرايات السود، يسيلون عليكم سيلا حتى يدخلوا دمشق، لثلاث ساعات من النهار، و نرفع عن أهلها الرحمة ثم نعاودها الرحمة و يرفع عنهم السيف، ثم يسيرون حتى ينتهوا الى المغرب [11]

”جزیرہ سے کالے جھنڈے نکلیں گے، وہ تمہارے اوپر سیلاب کی طرح آئیں گے، یہاں تک کہ دمشق میں داخل ہو جائیں، دن کے تین گھڑی میں، اس کے رہنے والوں سے رحمت اٹھالی جائے گی پھر واپس ان کی جانب متوجہ ہوگی، تلوار بھی ان سے اٹھائی جائے گی، اس کے بعد یہ لوگ چلتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ مغرب تک پہنچ جائیں گے۔“

قوم يأتون من المشرق حردي، معهم رايات سود مكتوب في راياتهم عهدكم و بيعتكم رفينا لها ثم نكثوها. فيأتون حتى ينزلوا بين حمص و دير مسحل، فتخرج اليهم سرية فيعركوهم عرك الأديم، يسيرون إلى دمشق

(11) [illegible]

فيفتحونها قسرا. شعارهم أقتل أقتل يعني بكش بكش. ترفع عنهم الرحمة ثلاث ساعات من النهار (١٢)

حضرت کعب سے روایت ہے کہ: مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے جو الگ تھلگ ہوں گے، ان کے پاس سیاہ جھنڈے ہوں گے، جن کے اوپر لکھا ہوگا "تمہارے عہد کو ہم نے وفا کر دیا اور بیعت پوری کی" پھر یہ اسے توڑ ڈالیں گے۔ یہ لوگ آکر حمص اور دیر مسحل کے درمیان پڑاؤ ڈالیں گے، ان کے مقابلے کے لیے ایک گروہ نکلے گا، ان کے ساتھ معرکہ ہوگا اور ان کو چمڑے کی طرح پیس ڈالیں گے۔ پھر یہ دمشق کی طرف بڑھتے ہوئے اسے جبراً فتح کریں گے، ان کا شعار ہوگا اُقْتُلْ اُقْتُلْ، بکش، بکش یعنی مارو مارو۔ دن میں تین گھڑی کے لیے ان سے رحمت اٹھالی جائے گی۔

أسعد أهل الشام بخروج الرايات السود أهل حمص وأشقاهم بها أهل دمشق (١٣)

"کالے جھنڈوں کی وجہ سے سب سے زیادہ خوش قسمت لوگ اہلِ حمص ہوں گے، اور سب سے زیادہ بدبخت اہلِ دمشق ہوں گے۔"

ان احادیث سے بھی کالے جھنڈے والوں کی کچھ تفصیلات معلوم ہوتی ہیں لیکن حجاز میں نہیں جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت میں ہے بلکہ شام میں۔ تو کیا یہ وہی کالے جھنڈے ہیں جو عربوں کا جزیرۃ العرب میں قتلِ عام کریں گے، اس کے بعد

(12) [illegible]

(13) [illegible]

ان کا رخ بجانب دمشق ہو گا، اور اسے زبردستی فتح کریں گے، اور تین گھنٹوں کے لیے ان سے رحمت اٹھالی جائے گی، یا یہ دوسرے جھنڈے ہیں؟

اور اس کا کیا مطلب ہے کہ ان جھنڈوں کی وجہ سے سب سے زیادہ نیک بخت و خوش قسمت اہلِ حمص ہوں گے، اور بد بخت اہلِ دمشق ہوں گے؟ کیا یہ اس جانب اشارہ ہے کہ تب شام کی ایک انتظامی تقسیم ہو گی جہاں حمص اور دمشق میں دو الگ الگ حکومتیں ہوں گی، نیز جزیرہ سے کیا مراد ہے جہاں سے یہ لوگ سیلاب کی طرح بڑھتے ہوئے دمشق آئیں گے۔

نعیم بن حمادؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ:

"کالے جھنڈے مشرقی جانب سے آئیں گے، گھوڑے خون میں گھس جائیں گے، یہاں تک کہ یہ لوگ عدل کو ظاہر کریں گے، اور عدل کے قیام کا مطالبہ کریں گے، جو پورا نہیں کیا جائے گا، پھر یہ لوگ غالب آجائیں گے، پھر انہی سے عدل کے قیام کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے پورا نہیں کریں گے۔"

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کالے جھنڈوں والے سلطنت تک پہنچیں گے لیکن یہ خلافت علی منہاج النبوت قائم نہیں کریں گے، بہ ظاہر اس کا تعارض اس حدیث کے ساتھ محسوس ہوتا ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے کہ کالے جھنڈوں والے فتح کے بعد جھنڈا امام مہدی کے حوالے کریں گے۔ اور اس روایت میں ہے کہ ان کی فتح کے بعد ان سے عدل کے قیام کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے پورا نہیں کریں گے۔ کیا یہ حدیث قربِ قیامت سے تعلق رکھتی ہے یا یہ گزشتہ زمانہ کے حالات

پر منطبق ہے؟ کیا ایسا وقوعہ ہو چکا کہ کالے جھنڈے مشرق سے نکل کر حق اور عدل کا نعرہ بلند کر کے اقتدار تک پہنچ چکے ہوں لیکن اس کے بعد عہد توڑ چکے ہوں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

إذا رأيتم الرايات السود فالزموا الأرض فلا تحركوا أيديكم ولا أرجلكم ثم يظهر قوم ضعفاء لا يؤبه لهم، قلوبهم كزبر الحديد، هم أصحاب الدولة لا يفون بعهد ولا ميثاق، يدعون إلى الحق وليسوا من أهله أسماؤهم الكنى ونسبتهم القرى. وشعورهم مرخاة كشعور النساء حتى يختلفوا فيما بينهم. ثم يؤتي الله الحق من يشاء (14)

جب تم کالے جھنڈوں کو دیکھو تو زمین کو لازم پکڑو، اپنے ہاتھوں پیروں کو کوئی حرکت نہ دو۔ پھر ایک کمزور قوم ظاہر ہو جائے گی، جنہیں کوئی توجہ نہیں دی جائے گی۔ ان کے دل ایسے ہوں گے جیسے لوہے کے ٹکڑے، یہ اصحاب الدولہ ہوں گے، یہ کسی عہد و میثاق کا لحاظ نہیں کریں گے، یہ حق کی دعوت دیں گے لیکن یہ حق والے نہیں ہوں گے، ان کے نام کنیت والے ہوں گے، ان کی نسبتیں دبستیوں کی مناسبت سے ہوں گی۔ ان کے بال عورتوں کی طرح لٹکے ہوئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان اختلاف ہو جائے گا، اس کے بعد اللہ حق جس کو چاہے گا دے دیگا۔

اگرچہ اس اثر کی سند ضعیف ہے، لیکن اس کے ظاہر سے ایسا لگتا ہے گویا یہ کلی طور پر دولت اسلامیہ پر منطبق ہوتی ہے جس کے امیر ابو بکر البغدادی ہیں۔ کیا اس میں وارد صفات ذم ہیں یا مدح؟ یا کوئی متوازن مؤقف بھی ممکن ہے؟ اس روایت میں حضرت علی

---

(14) [illegible]

رضی اللہ عنہ کا یہ حکم دینا بھی قابلِ غور ہے کہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو کوئی حرکت نہ دیں، اس میں ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ ان کے پاس جاؤ چاہے تمہیں برف پر گھسٹنا کیوں نہ پڑے، نہ اس کی یہ صفت بیان کی کہ یہ ہدایت والے جھنڈے ہیں۔ اسی طرح ہمیں ان کے ساتھ لڑنے کا بھی حکم نہیں دیا گیا ہے، نہ ان کے خلاف لڑنے والوں کی تعریف کی گئی ہے، یعنی اس روایت سے ان کے بارے ایسا کوئی موقف معلوم نہیں ہو رہا ہے جیسا کہ انہیں خوارج باور کرایا جارہا ہے۔ نیز یہ سوال بھی سامنے آتا ہے کہ کیا حق و ہدایت والے کالے جھنڈے دولت اسلامیہ کی کوکھ سے جنم لیں گے، جبکہ ان میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ یا مذکورہ جھنڈے پہلے سے موجود ہوں گے۔

اس روایت کی تفصیل و تطبیق سے پہلے ایک اور روایت ذکر کرتے ہیں جسے امام حاکم نے اپنے مستدرک میں صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ذکر کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

ستكون فتنة يحصل الناس منها كما يحصل الذهب في المعدن فلا تسبوا أهل الشام و سبوا ظلمتهم. فإن فيهم الأبدال و سيرسل الله إليهم سيبا من السماء فيغرقهم حتى لو قاتلتهم الثعالب غلبتهم. ثم يبعث الله عند ذلك رجلا من عترة الرسول صلى الله عليه و آله و سلم في اثني عشر ألفا إن قلوا و خمسة عشر ألفا إن كثروا. أمارتهم أو علامتهم أمت أمت على ثلاث رايات يقاتلهم أهل سبع رايات ليس من صاحب راية إلا و هو يطمع بالملك. فيقتتلون و يهزمون ثم يظهر الهاشمي فيرد الله إلى الناس ألفتهم و نعمتهم فيكونون على ذلك حتى يخرج الدجال[15]

---

15 [illegible]

عنقریب ایک فتنہ رونما ہو گا جس کی وجہ سے کچھ لوگ ایسے بن کر نکل آئیں گے جیسے سونا کان سے نکلتا ہے، لہٰذا تم اہلِ شام کو گالی مت دو، ہاں ان کے ظالموں کو برا بھلا کہو، کیونکہ ان میں ابدال بھی ہیں۔ اللہ ان کے اوپر آسمان سے بارش بھیج دے گا اور انہیں اس میں ڈبو دے گا، یہاں تک کہ اگر ان کے ساتھ لومڑیاں بھی لڑیں تو وہ ان پر غالب آجائیں گی، اس کے بعد اللہ ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے بھیج دے گا، کم سے کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار لشکر میں ہو گا۔ ان کی نشانی "أَمِتْ أَمِتْ" ہو گی (یعنی مار دو، مار دو)۔ یہ کل تین جھنڈوں کے ساتھ ہوں گے اور ان کے ساتھ سات جھنڈوں والے لڑیں گے، ان سات جھنڈوں میں سے ہر ایک جھنڈے والا حکومت کی طمع کرنے والا ہو گا۔ چنانچہ یہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، اس کے بعد بنو ہاشم کا ایک شخص ظاہر ہو گا، تب اللہ لوگوں میں الفت و محبت واپس پیدا کر دے گا، لوگ اسی حال پر ہوں گے یہاں تک کہ دجال کا خروج ہو گا۔

اس روایت میں بیان کئے جانے والے واقعات کی ترتیب میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے، جو راوی یا کاتب سے شاید سہوا ہوئی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی و ہاشمی میں پہلے کون ہو گا؟ ہاشمی جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لیے راستہ بنائیں گے، یا امام مہدی جو رسول اللہ ﷺ کی عترت میں سے ہوں گے۔ اور تین سیاہ جھنڈوں والے کون ہوں گے جن کے ساتھ سات کالے جھنڈوں والے لڑیں گے۔

ایک حدیث میں منقول ہے کہ: إذا أقبلت الرايات السود فأكرموا الفرس فإن دولتكم منهم یعنی جب تم کالے جھنڈے برآمد ہوتے دیکھو تو اہلِ فارس کا احترام کرو کیونکہ وہی تمہاری سلطنت و حکومت کا ذریعہ ہیں۔

باہم متعارض روایات کی تطبیق

کالے جھنڈوں کے متعلق وارد ان احادیث کو اگر سرسری اور سطحی نظر سے دیکھا جائے تو بہ ظاہر ان میں تناقض نظر آتا ہے، اور ایسا لگتا ہے گویا یہ ایک ہی جماعت ہے جو کالے جھنڈے اٹھانے والی ہے اور ان کے افعال و صفات میں شدید تضاد ہے، لیکن در حقیقت نبی آخر الزمان ﷺ نے چار مختلف جماعتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے اور وہ بھی تاریخ کے مختلف موقعوں پر۔

ہر گروہ کے معتقدین اور ہر جھنڈے کے حاملین وہی روایات قبول کرتے ہیں جو ان کے مقاصد و مطالب پورا کرنے والے ہوں، اور تعصب کی وجہ سے بعض دوسری روایات سے منہ موڑ لیتے ہیں یا اُن میں تاویل سے کام لیتے ہیں، گویا نبی ﷺ کی حدیث کے بموجب: إعجاب كل ذي رأي برأيه ہر شخص اپنی رائے پر خوش و مطمئن ہو گا۔ ہر آدمی روایات و پیشین گوئیوں کے کنویں میں اپنا ڈول ڈالنا چاہتا ہے، کوئی شیعہ ہے تو وہ انہی رویات کو قابلِ استناد سمجھتا ہے جو ولایت فقیہ اور ایرانی عزائم کی موافق ہوں اور ان کا مصداق بن سکیں۔ کوئی دولت اسلامیہ کا نام لیوا ہے تو اسے بھی صرف آدھا بھرا ہوا گلاس نظر آتا ہے۔

تیسری طرف کمزور ایمان والے سیکولر ذہنیت کے مالک مسلمان یا شاہ پرست طبقہ ہے، جو ہر اس روایت کا منکر بن جاتا ہے جو کالے جھنڈوں کے بارے میں ہو۔ اور وہ ان سب کو ردی کی ٹوکری میں گرانے کا خواہشمند نظر آتا ہے۔

آخری زمانے کی احادیث میں بسا اوقات ایک روایت طویل واقعے کا ایک حصہ ہوتی ہے جس کے ساتھ دوسری روایات ملا کر انہیں مکمل کرنا پڑتا ہے، اس لیے کسی بھی روایات کو چاہے وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو مسترد نہیں کرنا چاہیئے، بہت ساری احادیث جن پر

ضعف کا حکم لگایا گیا ہوتا ہے لیکن حالات ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہر حدیث کے ساتھ تعامل ایسا کرنا چاہیئے گویا وہ ایک یکتا موتی ہے۔ البتہ ابتدا میں صحیح و مستند روایات لینی چاہئیں اور انہی کو لے کر کسی واقعے کی تصویر بنانی چاہیئے اس کے بعد حسن و ضعیف روایات سے بھی مدد لینی چاہیئے۔

سیاہ جھنڈا وہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے بعض غزوات میں بلند کر دیا تھا جسے عقاب کہا جاتا تھا۔ پہلی صدی ہجری میں پہلی بار سیاہ جھنڈے بنو عباس کے تھے جن کا ظہور ہوا، یہی وہ جھنڈے تھے جن کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد گزرا کہ جب تم ان کالے جھنڈوں کو دیکھو تو اہلِ فارس کا احترام کرو کیونکہ انہی سے تمہاری حکومت و سلطنت قائم ہوگی۔ یہی وہ جھنڈے جن کا حضرت کعب احبار رحمہ اللہ نے اس روایت میں ذکر کیا ہے" لا تذهب الأيام حتى تخرج لبني عباس رايات سود من قبل المشرق "زمانہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک مشرق کی جانب سے بنو عباس کے سیاہ جھنڈے نکل نہ آئیں۔

بنو عباس کے جھنڈے

نعیم بن حمادؒ نے ایک مرسل روایت حضرت سعید بن المسیبؒ سے نقل کی ہے:

"مشرق سے بنو عباس کے کالے جھنڈے نکلیں گے، اللہ جتنا چاہے گا اتنی مدت تک وہ ٹھہریں گے، اس کے بعد مشرق سے چھوٹے کالے جھنڈے نکل آئیں گے جو ابو سفیان کی اولاد میں سے ایک شخص اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ظاہر ہوں گے"

یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے، بنو عباس کے کالے جھنڈے خراسان سے پہلی صدی میں نکل چکے ہیں، تب فارسی ہی وہ تھے جنھوں نے عباسیوں کی حکومت کا راستہ ہموار کیا، خصوصا ابو مسلم خراسانی جس کے بارے میں علامہ ذہبی کا کہنا ہے "ابو مسلم خونریزی کرنے والا تھا، اس بارے میں وہ حجاج سے بھی چند قدم آگے تھا، یہی وہ شخص تھا جس نے حکومت کے واسطے سیاہ لباس پہننے کا طریقہ جاری کیا،" مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابو مسلم خراسان کا ایک غلام تھا، کسریٰ کی اولاد میں تھا، اور اسی وجہ سے اہلِ فارس اس کے گرد اکٹھے ہوئے، کہا جاتا ہے کہ انھوں نے احادیث میں کالے جھنڈوں کے متعلق سن رکھا تھا اس لیے ان کی یہ خواہش تھی کہ وہی اس کا مصداق بنیں۔

جو کچھ ابو مسلم خراسانی نے کیا وہ حجاج بن یوسف کی بہ نسبت کئی گنا زیادہ سنگین تھا لیکن انھوں نے ان روایات کو اپنے اوپر منطبق کرنے کی ناکام کوشش کی جو حضرت امام مہدی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ اٰل بیت کی تمکین میں مدد دیں گے، امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کریں گے، انہیں بنو امیہ پر قابو تو مل گیا لیکن نہ امام مہدی نے آنا تھا نہ آئے، کیونکہ تب وقت موعود آیا نہیں تھا۔

لہذا "الرایات السود" کی احادیث میں اتنی تفصیل و تمیز ضروری ہے کہ کیا یہ ان کے بارے میں ہیں جو اس امت کے شروع دور میں نکل آئے تھے یا یہ آخری زمانے کے احوال کے بارے میں ہیں؟ ایسا نہ ہو کہ عباسیوں کے بارے میں وارد روایات کو آج کے حالات پر منطبق کیا جائے اور نہ اس کے برعکس ہونا چاہیے۔

یہاں یہ سوال یقیناً پیدا ہو جاتا ہے کہ ان تمام روایات و احادیث کے درمیان کس طرح تمیز کی جائے گی، اور یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ عباسیوں کے بارے میں ہیں یا یہ امام

مہدی والے لشکر کے بارے میں ہیں۔ کیونکہ احادیث میں ایسی کوئی تخصیص و تفصیل موجود نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تاریخ اس موقع پر ہماری مدد گار ثابت ہو سکتی ہے، کیونکہ عہدِ عباسی گزر چکا ہے اور اس کی تفصیلات تاریخ نے محفوظ کر رکھی ہیں۔ بطور مثال یہ دو احادیث ملاحظہ کیجئے۔

(۱): "کالے جھنڈے مشرق سے آئیں گے، اور گھوڑے ناک تک خون میں لت پت ہو جائیں گے۔" (کتاب الفتن، نعیم بن حماد)

(۲): "مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے اور گھوڑے خون میں گھسیں گے، یہاں تک کہ یہ لوگ عدل کا اظہار کریں گے، اور ان سے عدل کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے پورا نہیں کریں گے، ان لوگوں کو اقتدار مل جائے گا اور پھر ان سے عدل و انصاف کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے پورا نہیں کریں گے"[16]

ان دونوں روایتوں میں کالے جھنڈوں کا ذکر ہے، بنو عباس کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ دونوں بنو عباس کے عہد سے متعلق ہیں، آخری زمانے میں نکلنے والے جھنڈوں کے ساتھ نہیں۔ تاریخ اور دوسری روایات کا جائزہ لینے سے ان کی تطبیق بنو عباس کے عہدِ حکومت پر ہونا متعین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انہی کے زمانے میں گھوڑے خون میں گھس گئے تھے، شروع میں انہوں نے عدل کا نعرہ بلند کیا اور اہلِ بیت کے قاتلوں سے قصاص کی جھنڈا لہرایا، اور بنو امیہ نے نظامِ حکومت میں جو فساد برپا کیا تھا اس کی اصلاح کا انہوں نے مطالبہ کیا تھا۔ لیکن ان کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا، چنانچہ انہوں نے تلوار اٹھائی، خونریز لڑائی

(16) حدیث حسن، البدایہ والنہایہ، ابن کثیر

ہوئی، اور انہیں ابوالعباس السفاح اور ابو مسلم الخراسانی کی قیادت میں فتح ملی، پھر ان فاتحین سے عدل وانصاف کے قیام کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے مسترد کر دیا، اور جس ظلم کو ختم کرنے کے لیے یہ کھڑے ہوئے تھے اسی ظلم کو ایک نئی بدترین صورت میں انہوں خود نے رواج دیا۔

بنو عباس کے کالے جھنڈوں نے خلافت علی منہاج النبوت قائم نہیں کی، بلکہ یہ اسی ملک عاض "دانتوں سے مضبوط پکڑے رکھنے والی بادشاہت" کی ایک گھاٹی طے کرتی ہوئی اسی زنجیر کی ایک کڑی بن گئی جس کی بنیاد ان سے پہلے بنو امیہ نے ڈالی تھی۔ بلکہ دانتوں سے پکڑ کر حکومت کو قبضہ میں رکھنے میں یہ بنو امیہ سے بھی شدید تر ثابت ہوئے۔ کیونکہ بنو امیہ کا کل عہدِ حکومت 90 سال سے زائد نہیں تھا جبکہ ان کی حکومت 510 سال سے تجاوز کر گئی۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے، اس روایت کو ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔

تجيء رايات سود من قبل المشرق تخوض الخيل الدم إلى أن يظهروا العدل ويطلبون العدل فلا يعطونه فيظهرون فيطلب منهم العدل فلا يعطونه.(17)

"مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے، اور گھوڑے خون میں لت پت ہو جائیں گے، یہ لوگ عدل کا اظہار کریں گے، اور عدل کا مطالبہ کریں گے لیکن یہ انہیں فراہم نہیں کیا جائے گا، پھر یہ غالب آجائیں گے، اور ان سے عدل کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن یہ لوگ بھی عدل مہیا نہیں کریں گے"

---

17 (الفتن لنعيم بن حماد)

لیکن اوپر جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر گئی جو حضرت امام مہدی کی نصرت کرنے والے ہیں، جس میں یہ ہے کہ یہ کالے جھنڈے والے بھی بنوعباس کی طرح عدل اور حق کا مطالبہ کریں گے لیکن ان کا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا جائے گا، لیکن دونوں حالتوں میں فرق یہ ہے کہ آخری زمانے میں جب امت ان کی کوئی مدد نہیں کرے گی اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دے گی (اور راجح یہ ہے کہ ایسا دو مرتبہ ہو گا) تو یہ لڑیں گے اور ان کی مدد کی جائے گی اور پھر ان کا مطالبہ پورا کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ یہ اس معاملے کو امام مہدی کے حوالے کریں گے جن کی بیعت زبردستی کی جائے گی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ہم خاندان نبوت والوں کے لیے اللہ نے دنیا کی بجائے آخرت پسند کی ہے، انہیں میرے بعد دیس نکالا دیا جائے گا، دور ہٹایا جائے گا، یہ سلسلہ تب تک چلتا رہے گا جب تک مشرق سے سیاہ جھنڈے بلند نہ ہوں، وہ حق کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، اس کے بعد پھر حق مانگیں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، چنانچہ وہ لڑیں گے اور ان کی نصرت کی جائے گی، تم میں سے یا تمہارے بعد کے لوگوں میں سے جو وہ زمانہ پائے تو میرے اہلِ بیت کے امام کے پاس چلا جائے چاہے اسے برف پر گھسیٹنا پڑے، یہ ہدایت کے جھنڈے ہیں۔

لہذا بنوعباس اور آخری زمانے کے جھنڈوں میں ایک واضح فرق موجود ہے، کیونکہ بنوعباس نے جب عدل کا مطالبہ کیا تو انہیں نہیں دیا گیا، پھر جب انہیں غلبہ و اقتدار مل گیا اور ان سے عدل کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے بھی اسے پورا نہیں کیا۔ جبکہ آخری زمانے کے ہدایت والے جھنڈے جب حق کا مطالبہ کریں گے تو انہیں نہیں دیا جائے گا پھر وہ لڑیں گے اور ان کی نصرت ہو گی اور انہیں حق دیا جائے گا لیکن یہ اسے قبول نہیں کریں گے اور اسے

اہلِ بیت کی ایک شخصیت یعنی امام مہدی کے حوالہ کریں گے۔ تاریخ نے ان دو قسم کی روایات میں گویا فیصل کا کردار ادا کر دیا جن میں بہ ظاہر تناقض محسوس ہو رہا تھا۔

آخری زمانے میں نکلنے والے سیاہ جھنڈے بھی مختلف قسم کے ہیں، اور احادیث ہمیں ان کے بارے میں مختلف مواقف اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں، مثلا کبھی تو ان کی تعریف ہوتی ہے کہ یہ ہدایت والے جھنڈے ہیں، اور حکم ہوتا ہے کہ ان کے پاس جائیں چاہے برف پر گھسٹ کر جانا پڑے۔ کبھی ایسے جھنڈوں کے بارے میں خبر دی جاتی ہے کہ یہ قابلِ مذمت ہیں، ان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ان کی ابتدا گمراہی اور فتنہ ہے اور ان کی انتہا کفر اور شرک ہوگی۔ یا یہ خبر دی جاتی ہے کہ یہ جھنڈے عربوں کا ایسا قتلِ عام کریں گے جیسا کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ ایک قسم وہ ہیں جن کے بارے میں حکم ملتا ہے کہ ہم ان کے بارے میں احتیاط کا دامن نہ چھوڑیں اور زمین کے ساتھ چمٹے رہیں، اور ہاتھوں اور پاؤں کو حرکت نہ دیں۔

یہاں بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ان تین قسموں میں کس طرح فرق کریں گے؟ اور ان تین گروہوں یا جماعتوں کے ساتھ مختلف قسم کا تعامل کیسے اختیار کریں گے؟ ایسے دور میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے قرن الشیطان سے تعبیر فرمایا، جب کہ جبر کی بنیاد پر قائم نظام آخری سانسیں لے رہا ہے اور فتنوں کی کثرت ہے جہاں فریب کاری کے پیشہ ور گروہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا کر دکھا رہے ہیں، امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار باور کرایا جا رہا ہے، غدارانِ دین کو فرزندانِ وطن اور قوم کے بیٹوں کے عنوان دئے جا رہے ہیں، جہاں اتاترک بھی ترک قوم کا رہنما سمجھا جائے، سرسید بھی مسلمانوں کا نجات دہندہ کہلایا جائے، خمینی کو عالمِ اسلام کے لیے امید کی کرن قرار دیا جائے، آل سعود کو خادم حرمین

شریفین کہا جائے۔ ایسے صورتِ حال میں روایات کی تطبیق کی ایک مستند و معتمد کوشش آخر کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وہ صاف و نشانیاں اور واضح علامتیں بتائی ہیں جہاں تک کسی جعل ساز کی پہنچ ممکن نہیں ہے، جو ہر دجال کے دجل کو آشکار کرتی ہیں۔

یہ نشانیاں اور علامتیں وہ تاریخی واقعات ہیں جن میں اکثر پیش آچکی ہیں، وہ تبدیلیاں اور تغیرات جنہوں نے ان جھنڈوں کی وہی حقیقت کھول کر دکھادی جو رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ میں مستور تھی، اور آج تاریخ جن کی تصدیق کرتی نظر آتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے لیے بنوعباس اور آخری زمانے کے جھنڈوں میں تمیز ممکن ہو سکی اسی تاریخ کے ذریعے ہم آخری زمانے کے ان مختلف جھنڈوں میں بھی تفریق کر سکتے ہیں جب وہ تقریبا ایک ہی زمانے میں ایک ہی وقت میں ظہور پذیر ہو گئے ہوں۔ واقعات کے پیش آجانے کے بعد چونکہ ان میں تبدیلی ممکن نہیں ہے اس لیے کسی کے لیے اس کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ کسی روایت کو اپنے گروہ یا جماعت پر منطبق کر سکے۔ لہذا ضروری ہے کہ تاریخی واقعات کی روشنی میں احادیث کی تطبیق کی جائے۔

ہدایت والے کالے جھنڈوں کے بارے میں اکثر روایات میں "از جانب مشرق" کا تذکرہ ملتا ہے، اور بعض روایات وہ ہیں جو اس مشرقی جانب کو متعین کر دیتے ہیں، وہ ہے خراسان جس کا بیشتر حصہ آج کل افغانستان میں واقع ہے، مزید تدقیق سے کام لیا جائے تو بعض روایات میں افغانستان میں "طالقان" کے مقام کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على أبواب بيت المقدس وما حولها، وعلى أبواب أنطاكية وما حولها. وعلى أبواب دمشق وما حولها. وعلى أبواب الطالقان وما حولها. ظاهرين على الحق. لا يبالون بمن خذلهم ولا من نصرهم. حتى يخرج الله كنزه من الطالقان ، فيحيي به دينه كما أميت من قبل.(18)

"مسلسل میری امت میں ایسا گروہ باقی رہے گا جو بیت المقدس کے دروازوں کے گرد لڑتا رہے گا، انطاکیہ اور اس کے ارد گرد لڑتا رہے گا، دمشق کے دروازوں کے گرد بھی لڑتا رہے گا، طالقان کے دروازوں پر لڑتا رہے گا، حق پر قائم رہنے والا ہو گا، کوئی ان کی مدد کرتا ہے یا بے یار و مدد گار چھوڑ دیتا ہے انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا خزانہ طالقان سے نکال دے، اور اس کے ذریعے دین کو زندہ کر دے گا جیسا کہ وہ مردہ تھا اس سے پہلے۔"

حدیث کا جو آخری حصہ ہے جو ہمارا مقصود ہے جہاں سے اس امت کا اسٹریٹجک خزانہ نکلاوہ ہے افغانستان، اور اس حدیث کا مصداق 1979ء/ ۱۴۰۰ھ کا سال تھا۔ اس سال دنیا میں کئی سارے واقعات ہوئے جو اتفاقیہ نہیں تھے، امت کی تاریخ میں یہ اہم ترین سال ہے۔ یہی وہ سال تھا جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا جس کی وجہ سے امت میں ایک بار پھر جہاد کی تجدید ہوئی۔ اسی سال مصری صدر انور سادات نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا شرمناک معاہدہ کیا، شام میں حافظ الاسد کے عہدِ حکومت میں بدترین قتلِ عام ہوا، اسی سال حرمین میں "الفتنة الأولى" کا واقعہ پیش آیا، یعنی بیت اللہ میں امام مہدی سے پہلے آنے والی شخصیت "جہیمان" اور محمد بن عبد اللہ القحطانی نے پناہ لی اور انہیں قتل کیا گیا، جس کی وجہ سے بیت اللہ کی بے حرمتی کو حلال سمجھا گیا، اور اس کے بعد عربوں کی ہلاکت کی الٹی گنتی

(18) (حديث مرفوع، تاريخ دمشق لابن عساكر الطبراني في الأوسط و غيرهما)

شروع ہوگئی، اور حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق جب لوگ ایک مدت ٹھہریں گے تو بلند پیشانی والے نیک سیرت انسان امام مہدی کا ظہور ہو گا۔

۱۹۷۹ء میں قیامت کی وہ علامت بھی ظاہر ہوگئی جس کی آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ ننگے پیر، ننگے سر اور بکریاں چرانے والے لوگ بلند ترین عمارتیں بنانے میں مقابلے کریں گے، اور خلیج کے اندھے، بہرے اور گونگے حکمرانوں نے ایسا کر دکھایا۔ ۱۹۸۹ء ہی میں خمینی کا نام نہاد اسلامی انقلاب ایران میں کامیاب ہوا، اور اس کے کچھ ماہ بعد عراق کو ایران کے ساتھ جنگ میں پھنسایا گیا، جس کے نتیجے میں ایران کو عراق میں اثر رسوخ بڑھانے کا موقع ملا، اس لیے یہ سال امت کی مجموعی عمر میں ایک نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اسی دوران 'فتنة النسر' میں امت داخل ہوگئی، اور "حکم جبری" کے پھندے میں مزید جکڑ کر آخری گہرائی تک پہنچ گئی۔ لیکن اسی سال میں اللہ نے امت کے روشن مستقبل کی کچھ واضح نشانیاں دکھائیں جن سے معلوم ہوتا ہے ک ایسے زمانے میں بھی جب اس امت کے نیک لوگ بھی اس سے مایوس ہو چکے ہوں، اور دشمن کلی غلبے کی خوشی منا رہے ہوں، اللہ دوبارہ سے اس امت کو عظمت کے مقامِ بلند تک اونچا کر کے اسے نوازنا چاہتا ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

ويح هذه الأمة من ملوك جبابرة كيف يقتلون ويخيفون إلا من أظهر طاعتهم، فالمؤمن التقي يصانعهم بلسانه ويفر منهم بقلبه، فإذا أراد الله عز وجل أن يعيد الإسلام عزيزا قصم كل جبار عنيد، وهو القادر على ما يشاء أن يصلح أمة بعد فسادها، يا حذيفة لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد لطول

الله عز وجل ذلك اليوم حتى يملك رجل من أهل بيتي تجري الملاحم على يديه ويظهر الإسلام , لا يخلف وعده وهو سريع الحساب.( )

اس امت کے لیے جابر حکمرانوں سے ہلاکت ہے، کس طرح وہ قتل کرتے ہیں، ڈراتے رہتے ہیں، مگر جو شخص ان کے سامنے اپنی اطاعت ظاہر کرے تو اسے امن ملتا ہے، پس مومن تو ان کے ساتھ زبانی بنائے رکھتا ہے جبکہ دل سے ان سے بھاگتا ہے۔ جب اللہ چاہے گا کہ اسلام کو دوبارہ عزت دے تو اللہ ہر سرکش و متکبر کی گردن توڑ دے گا، وہ جو چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے، اسے اس پر بھی قدرت ہے کہ وہ اس امت کی فساد کے بعد اصلاح کرے۔ اے حذیفہ! اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن ہی باقی بچے تو اللہ اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حاکم بنے گا، جس کے ہاتھوں پر خونریز جنگیں ہوں گی، اسلام کو غالب کرے گا، اللہ کے وعدے کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

افغانستان پر سوویت یونین کے حملے کے بعد مجاہدین کا لشکر نکلا، اور اس کے کچھ ہی سال بعد "القاعدہ" کی تاسیس ہو گئی جن کے جھنڈے کالے تھے۔ جس کے بانی شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں امام مہدی کا راستہ ہموار ہوا۔ جیسا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے لیے راستہ ہموار کیا۔ ایک ضعیف روایت میں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے اس شخص کا جو حضرت امام مہدی کے لئے راستہ ہموار کرے گا نام "الحارث بن حراث" آیا ہے۔

ابوداود میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

---

(19) أخرجه الحافظ أبو نعيم الأصبهان، في صفة المهدي.

"ماوراء النہر کے علاقے سے ایک شخص نکلے گا جسے "الحارث بن حراث" کہا جاتا ہو گا، اس کے اگلے حصے میں ایک شخص ہو گا جسے منصور کہا جاتا ہو گا، وہ آلِ محمد کو جگہ فراہم کرے گا، یا راستہ آسان کرے گا، ہر مومن پر لازم ہے کہ ان کی مدد کرے یا یوں فرمایا کہ ان کی پکار کا جواب دے۔"

ماوراء النہر سے مراد وہ علاقہ ہے جو دریائے آمو کے اُس پار واقع ہے، آج کل اس کے دوسری جانب وسطی ایشیائی ممالک ازبکستان، تاجکستان واقع ہیں، اس علاقے کی ایک طویل شاندار تاریخ ہے، بخارا و سمرقند اور ترمذ وہ شہر ہیں جہاں سے امت کو مشہور محدثین و فقہا میسر ہوئے۔

اس میں بہ ظاہر اشارہ شیخ اسامہ کی طرف ہے، کیونکہ "حارث" شیر کا نام ہے، اور یہاں اس سے مقصود مخصوص نام نہیں ہے کیونکہ یہاں پر حدیث میں اسمِ علم پر الف ولام داخل ہوا ہے یعنی (الحارث) جبکہ اعلام پر الف ولام داخل نہیں ہوتا۔ اور "اسامہ" بھی شیر کا نام ہے، "حراث" کا معنی ہے کسان جو کھیتی باڑی کرتا ہے، اور حضرمیوں کی لغت میں اسے "لادن" کہا جاتا ہے، شیخ کا خاندان اصلا حضرموت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایک اجتہاد ہے جو درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی، واللہ اعلم۔

دجالیات اور مہدویات کے موضوع کے ماہر عالم دین حضرت مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب دامت برکاتہم نے حارث و منصور کے بارے میں تقریبا یہی تحقیق ذکر کی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

> "حارث اور منصور دو لقب ہیں، دو ذمہ داریاں ہیں، دو عظیم خدمات ہیں، جو یہ حضرات دین اسلام کی سربلندی کے لیے انجام دیں گے۔ جب حضرت مہدی سات علما کے مجبور کرنے پر امارت قبول کرتے ہوئے اصلاح و جہاد پر بیعت لیں گے تو پہلے پہل انہیں دنیائے کفر سے زیادہ اپنے

ان لوگوں سے خطرہ ہو گا جو غفلت، دنیا پرستی، فتنۂ مادیت میں مبتلا ہو جانے یا احادیث کی عصرِ حاضر پر تطبیق نہ کر سکنے کی وجہ سے انہیں اصلاحی و جہادی قائد ماننے سے انکار کر دیں گے۔ اس وقت سے پہلے حضرت مہدی کی کوئی جماعت کوئی تحریک یا تنظیم وغیرہ کچھ نہیں ہو گی۔ ایک یکا و تنہا، غریب و مسافر شخص جس کے ساتھ چند علما اور ان علما کے مقلد جانباز ہوں گے۔ اسے غیروں کے علاوہ اپنوں کی بھی شدید مخالفت کا سامنا ہو گا، اس کو جس نصرت اور اعانت کی ضرورت ہو گی اس کے لیے اللہ تعالیٰ دو افراد کو توفیق دے گا کہ ایک ان کی مالی لفالت و خبر گیری کرے گا اور دوسرا ان کے لیے عسکری کمک و رسد کا انتظام کرے گا۔ پہلے کو حدیث شریف میں "حارث" یعنی کسان کہا گیا ہے کہ وہ زراعت وغیرہ کے ذریعے کسانوں کی طرح محنت کرے گا، اور دولت کما کر حضرت کی خدمت میں پیش کر کے انفاق فی سبیل اللہ کا وہ عمل زندہ کرے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیاری سنت ہے۔ دوسرے کو "منصور" یعنی وہ شخص جس کی غیبی مدد کی جائے کا علامتی نام دیا گیا ہے۔ وہ عسکری امور کا ماہر جو قابل اور دلیر سالار ہو گا اور حضرت مہدی کے دشمنوں کو روندتا ہوا اور حضرت مہدی کے لشکر کی راہ ہموار کرتا ہوا بڑھتا چلا جائے گا اور قدرت کی غیبی مدد کی بدولت اس کا اور اس کے ساتھ مجاہدین کا راستہ کوئی نہ روک سکے گا۔ اس کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو آج کے دور میں عالمِ کفر کو مطلوب دو اہم شخصیات میں سے ایک (شیخ اسامہ شہیدؒ) نے طاغوت سے بر سرِ پیکار لشکرِ اسلام کی عسکری مدد کی ہے۔ ان کو پناہ فراہم کی ہے۔ اور دوسرا اللہ کے لیے کمائے گئے اموال میں سے اللہ کے سپاہیوں پر اللہ کے لیے خرچ کر رہا ہے۔ حدیث شریف کا بعینہ مصداق یہ دو شخصیتیں ہوں یا نہ ہوں لیکن بمطابق حدیث اس طرح کی شخصیات کی مدد کرنا امت کے ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔" (دجال کون، کہاں، کب؟)

افغان جہاد کے دور میں نکلنے والے ان سیاہ جھنڈوں نے امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کیا، کیونکہ انہی جھنڈے والوں نے جہاد کو پوری امت مسلمہ میں پھیلانے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ روس کو بدترین شکست سے دوچار کر دیا، جس کے نتیجے میں 16 ممالک اس کے خونیں پنجے سے آزاد ہو گئے، افغان جہاد کی کامیابی کے بعد کچھ مجاہد تنظیمیں اختلافات کا شکار ہو کر آپس میں الجھ پڑیں اور افغان جہاد کے ثمرات ضائع ہوتے نظر آنے لگے، لیکن دوسری طرف دو عظیم الشان ثمرات امت کو حاصل ہوئے جن کا "الحارث" اور "منصور" سے قریبی تعلق ہے۔ القاعدہ اور عرب تنظیموں کے نوجوان جہاد کی کامیابی کے بعد امت مسلمہ میں احیائے دین اور انقلاب کی آبیاری کرنے لگے، اس جدوجہد کی ابتدا آج سے تین دہائیاں قبل ہو چکی تھی اور انہوں نے بہت کٹھن حالات کا سامنا کیا، لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ امت مسلمہ خصوصا عالمِ عرب میں جہاد، نفاذِ شریعت اور مغرب کے کٹھ پتلی حکمرانوں کے شکنجے سے نکلنے کی تحریک شروع ہوئی، اور مجاہدین میں امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ ان سب کے پیچھے شیخ اسامہ شہیدؒ کی طویل اور صبر آزما جدوجہد تھی، اگرچہ وہ شہادت کے مقامِ بلند پر فائز ہو گئے لیکن ان کا لگایا ہوا پودا آج تناور درخت بن چکا ہے، اور آزمائش کے ان عجیب حالات میں بھی جہاد زندہ و تابندہ ہے، اور مجاہدین تازہ دم و بلند حوصلہ۔ یہ ان شاء اللہ امام مہدی کو قیادت سونپ کر ہی دم لیں گے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ جب مجاہد تنظیموں میں اختلافات پیدا ہو گئے اور لڑائیاں شروع ہو گئیں، آپس کی ان لڑائیوں کے نتیجے میں کابل پر ایسی تباہی آئی جو پورے افغان جہاد میں کابل نے نہیں دیکھی تھی، مخلص علما و مجاہدین فکر مند ہوئے اور اس فساد سے اس سرزمین کو پاک کرنے کی تحریک شروع کی گئی اور یوں "تحریک طالبان" کی بنیاد پڑ گئی جس نے ۱۹۹۴ء سے ۲۰۰۱ء تک افغانستان کے اکثریتی حصے کو فتح کیا، شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ کیا، ان کے امیر، امت مسلمہ کے عرب و عجمی مجاہدین و اللہ والوں کے دلوں کے دھڑکن امیر

المومنین "ملا عمر رحمہ اللہ" تھے، جن کو اللہ نے امارت اسلامیہ سے نواز کر "منصور" بنادیا۔ سینکڑوں سال کے طویل عرصے کے بعد خالص دین و شریعت کی بنیاد پر ایک اسلامی امارت قائم ہوئی۔ یہ ایسا واقعہ تھا جو بہ ظاہر تو ایک چھوٹے سے خطے پر مختصر عرصے کے لیے وجود میں آیا لیکن اس سے مجاہدین کو جہاد کی طاقت کا اندازہ ہوا، اور انہوں نے اس سے آگے بڑھ کر پوری امت کو یکجا کر کے خلافت کے قیام کی جدوجہد شروع کی۔ اور یوں امام مہدی کی تمکین کا ذریعہ بن گئے۔

شیخ اسامہ شہیدؒ کی برپا کی ہوئی تحریک اگر چہ کامیاب نہ ہو سکی اور ان کالے جھنڈوں کو کہیں تمکین نہ مل سکی لیکن یہ بھی خداوندی فیصلہ تھا کہ یہ جھنڈے شروع میں بے یار و مددگار چھوڑ دیے جائیں گے، اور آخر میں انہیں نصرت خداوندی ملے گی یہاں تک کہ یہ ایلیا یعنی بیت المقدس میں نصب کیے جائیں گے۔ یہ تو وہ جھنڈے تھے جو تاریخ اور روایات کی تطبیق کے بعد قابلِ مدح معلوم ہوتے ہیں۔

قابلِ مذمت جھنڈے

البتہ جو جھنڈے قابلِ مذمت ہیں وہ کون سے ہیں؟ اس کے لیے بھی روایات کو تاریخ پر پرکھ کر دیکھیں تو ان کی تعیین ممکن ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه قال: يخرج
رجل من أهل المشرق يدعو إلى آل محمد، وهو أبعد الناس
منهم، ينصب علامات سودا، أولها نصر، وآخرها كفر، يتبعه
خشارة العرب، وسفلة الموالي، والعبيد الأباق، ومراق الآفاق،
سيماهم السواد، ودينهم الشرك، وأكثرهم الجدع، قلت:
وما الجدع؟ قال: القلف، ثم قال حذيفة لابن عمر: لست

لم تدركه يا أبا عبد الرحمن، فقال عبد الله: ولكني أحدث به من بعدي، قال: فتنة تدعى المحلقة، تحلق الدين، يهلك فيها صريح العرب، وصالح الموالي، وأصحاب الكنوز، والفقهاء، وينجلي عن أقل من القليل.( )

مشرق سے ایک شخص نکلے گا جو اٰل محمد کی طرف دعوت دے گا، حالانکہ تمام لوگوں میں آل محمد سے دور یہی شخص ہو گا۔ سیاہ رنگ کی علامتوں کو نصب کرے گا۔ ان کی ابتدا حالتِ نصرت میں ہو گی، اور ان کا انجام کفر ہو گا۔ ان کی پیروی عربوں کے پست درجے کے لوگ، گھٹیا قسم کے موالی، بھاگے ہوئے غلام، اور دین سے خارج لوگ کریں گے۔ ان کی اکثریت جدع (ناک کٹے) ہوں گے، میں نے کہا جدع کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا: (القلف) یعنی بے ختنہ ہونا۔ اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو عبد الرحمن! آپ انہیں پانے والے نہیں ہیں۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بعد والوں کو یہ حدیث بیان کروں گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک فتنہ ہو گا جو مونڈنے والا کہلائے گا، جو دین کو مونڈے گا، جس میں خالص عرب، اور موالی میں سے نیک لوگ، خزانوں والے اور فقہاء ہلاک ہوں گے، اور جب یہ فتنہ کھل کر ختم ہو جائے گا تو بہت ہی کم لوگ باقی بچے ہوں گے۔

ملاحظہ کیجئے! ان کالے جھنڈوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی ابتدا سے نصرت ہو گی، بر خلاف ہدایت والے جھنڈوں کی کہ انہیں شروع میں حق کا مطالبہ کرنے کے باوجود بھی حق نہیں دیا جائے گا۔ اس شخص سے مقصود امکانی طور پر ''خمینی'' ہے جو آل محمد کی طرف

---

(20) کتاب الفتن، نعیم بن حماد

دعوت دیتا تھا، اور اس کے انقلاب کو شروع میں کامیابی ملی۔ یہ شخص شیعیت کی چادر تلے اپنے کو چھپاتا رہا حالانکہ یہ عربوں کا سخت ترین دشمن رہا ہے، آل محمد کے الفاظ بھی غور طلب ہیں، کہ یہ لوگ آل محمد کی طرف دعوت دیں گے، آل نبی یا آل رسول یا آل بیت نہیں، شیعوں کے درود کے الفاظ معروف ہیں، یہ "آل محمد" کے صیغے پر خوب زور دیتے ہیں۔ کالا رنگ ان کا مذہبی و سیاسی رنگ ہے، خصوصا اثنا عشری شیعوں میں۔ اور ایران میں انہی کی اکثریت ہے، جیسا کہ ان کی ماتمی مجلسیں ہوتی ہیں۔ ان کی سیاہ پگڑیاں بھی ان کے دلوں کی سیاہی کی طرح ان کی ظاہری سیاہی کو آشکارا کرتی ہیں۔ بلکہ شیعوں کے مذہبی رہنما دو قسم کے ہیں، ایک وہ ہیں جو کالی پگڑیاں پہنتے ہیں اور جو اپنی نسبت "آل محمد" کی طرف کرتے ہیں، دوسرے وہ جو سفید پگڑیاں باندھتے ہیں یہ باقی مشائخ ہیں۔

ان مذکورہ کالے جھنڈوں کی ابتدا نصرت اور فتح سے ہوئی اور آخری انجام کفر اور شرک ہو گا۔ مزید تفصیل یہ بتلائی گئی کہ ان کی پیروی عربوں کے نچلے درجے کے لوگ کریں گے، اس سے بہ ظاہر مراد وہ عرب شیعہ ملیشیائیں ہیں جو عراق، لبنان اور حوثیوں کی شکل میں یمن میں موجود ہیں، جو خمینی کی ایجاد کردہ "ولایت فقیہ" کے قائل ہیں۔ "موالی" غیر عرب مسلمانوں کو کہا جاتا ہے، تاریخی طور پر یہ اصطلاح ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جو ایرانی خطے سے اسلام میں داخل ہوئے جیسے فارسی، کرد اور آذربیجانی وغیرہ۔ یعنی ان اقوام وطبقات میں پست درجے کے لوگ ان کالے جھنڈے والوں کے پیروکار ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ "خمینی" کے برپا کردہ انقلاب اور اس کے کالے جھنڈوں کے تحت وہی لوگ ہوں گے جو لوگوں میں پست ذہنیت اور کم درجے کے ہوں گے، عربوں میں سے بھی اور فارسیوں اور دوسری قوموں کے بھی کچھ ہوں گے۔

حدیث میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ "سیاہی ان کی نشانی ہے اور ان کا دین شرک ہے اور ان کی اکثریت ناک کٹے ہوں گے" حدیث میں لفظِ "جُدع" آیا ہے جو ناک کٹے شخص

گویا جس کا کوئی عضو کٹا ہوا ہو کہا جاتا ہے۔ بہ ظاہر اس میں ان کے ماتمی جلوسوں اور ماتمی حرکات کی طرف واضح اشارہ ہے جب یہ لوگ عاشورہ اور محرم میں ماتم کرتے ہیں، جس میں یہ اپنے آپ کو تلواروں، زنجیروں اور چھریوں کے ذریعے زخمی کرتے ہیں۔ "ان کا دین شرک ہے" خصوصا ان کا اثنا عشریہ اور نصیریہ فرقے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہلِ بیت کے بارے میں جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ حد شرک تک تجاوز کر گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "ایسا فتنہ ہو گا جو دین کو مونڈنے والا ہو گا، جس میں عرب اور فارس میں کثیر تعداد میں لوگ ہلاک ہوں گے۔ اور بہت تھوڑے لوگ بچیں گے۔" فتنے کے اس نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ گویا دین کو چھوڑ دیں گے۔ خالص عرب وہ ہیں جو جزیرۃ العرب اور یمن میں پائے جاتے ہیں، موالی میں صالح لوگ وہ ہو سکتے ہیں جو تشیع کی تحریک کے دھوکے میں آ گئے، اور جنہیں اپنے مقصد کے لیے جنگ کے ایندھن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ خزانوں کے مالک اصحابِ ثروت اور سرمایہ دار لوگ جن کے پاس تیل کی آمدن ہو گی اور بہت سارے علما و فقہا بھی اس کا شکار بنیں گے جو سنیت کا دفاع کریں گے۔ جنگ کا میدان بہ ظاہر جزیرۃ العرب ہو گا کیونکہ ان کی آنکھیں مکہ پر ہوں گی۔

ایک اور روایت پڑھتے ہیں جو اس شخصیت کی مزید وضاحت کرتی ہے جو آل محمد کی طرف دعوت دیتا ہے حالانکہ آل محمد سے سب سے زیادہ دور ہو گا، اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جنہیں اس روایت میں اکذب الکذابین فرمایا۔ یہ حدیث مستدرک حاکم میں ہے۔

عن عبد الله بن عمر قال : كنت في الحطيم مع حذيفة بن اليمان فذكر حديثا ، ثم قال (أي حذيفة) لتنقضن عرى الإسلام عروة عروة ، و ليكونن أئمة مضلون ، و ليخرجن على

بعد ذلك الدجالون الثلاثة . قلت : يا أبا عبد الله قد سمعت هذا
الذي تقول من رسول الله صلى الله عليه و سلم ؟ قال حذيفة
نعم سمعته ، و سمعته يقول : " يخرج الدجال من يهودية أصبهان
عينه اليمنى ممسوحة و الأخرى كأنها زهرة تتقد الشمس شعا و
يتناول الطير من الجو له ثلاث صيحات يسمعهن أهل المشرق
و أهل المغرب ، و معه جبلان جبل من دخان و نار و جبل من
شجر و أنهار و يقول : هذه الجنة و هذه النار ، و سمعته يقول :
يخرج من قبله كذاب قلت : فما الثاني ؟ قال حذيفة : إنه
أكذب الكذابين إنه يخرج من قبل المشرق يتبعه حثارة العرب
و سفلة الموالي ، أولهم مثبور و آخرهم مبتور ، هلاكهم على
قدر سلطانهم ، عليهم اللعنة من الله دائمة فقلت : العجب كل
العجب قال حذيفة : و أعجب من ذلك سيكون فإذا سمعت
به فاهرب هرب قلت : كيف أصنع بمن خلفت ؟ قال : مرهم
فليلحقوا برؤوس الجبال قلت : فإن لم يتركوا و ذاك . قال :
مرهم أن يكونوا أحلاسا من أحلاس بيوتهم قلت : فإن لم يتركوا
ذاك . قال : يا ابن عمر زمان خوف و هرج و سلب قلت : يا
أبا عبد الله ما لهذا الهرج من فرج ؟ فقال حذيفة : بلى إنه ليس
من هرج إلا وله فرج ، و لكن أين ما يفي لها فما فتنة يقال لها
الخريفة (أو الحالقة) تأتي على صريح العرب و صريح الموالي و
ذوي الكنوز و بقية الناس ثم تنجلي عن أقل من القليل .:مستدرك
حاكم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس حطیم میں موجود تھا، انہوں نے ایک حدیث بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی جائیں گی، اور گمراہی کے امام بھی پیدا ہوں گے، اس کے بعد تین بڑے دجال پیدا ہوں گے، میں نے کہا اے ابوعبداللہ! یہ جو آپ نے کہا کیا آپ نے اسے

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں میں نے ان سے سنا ہے۔ اور میں نے ان سے یہ بھی سنا ہے کہ : دجال اصفہان کے یہودیہ نامی علاقے سے خروج کرے گا، اس کی دائیں آنکھ اندھی ہوگی، اور دوسری ایسی ہوگی گویا وہ سورج کا ٹکڑا ہے، وہ اڑتے پرندوں کو پکڑے گا، تین مرتبہ وہ چیخ یا اعلان کرے گا جسے مشرق و مغرب والے سب سنیں گے، اس کے پاس دو پہاڑ ہوں گے، ایک پہاڑ آگ اور دھویں کا ہوگا اور دوسرا درختوں اور نہروں کا ہوگا، اس کا کہنا یہ ہوگا کہ یہ (پہاڑ) جنت ہے اور یہ آگ ہے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا تھا کہ دجال سے پہلے ایک کذاب بھی نکلے گا۔

پھر میں نے عرض کیا تیسرا کون ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کذابوں کا کذاب ہے، یہ مشرقی جانب سے نکلے گا، اس کی پیروی عربوں کے پنچ لوگ اور موالی میں سے کمتر لوگ کریں گے، ان کا اول بھی ہلاک ہونے والا اور آخر بھی تباہ ہونے والا ہو گا، ان کی تباہی ان کی حکومت کے بقدر ہو گی، ان پر اللہ کی دائمی لعنت ہو۔ میں نے کہا یہ تو بہت ہی تعجب کی بات ہے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات ہو گی، جب آپ یہ سنیں تو وقت جنگوں اور بھاگنے کا ہو گا۔ میں نے عرض کیا میں اپنے بعد والوں کو کیا کرنے کا کہوں؟ فرمایا: آپ انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر جانے کا حکم دیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ لوگ اسے چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوں، تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں حکم دیں کہ وہ اپنے گھروں کا ٹاٹ بن جائیں، میں نے کہا: اگر وہ اس پر بھی آمادہ نہ ہوں، تو انہوں نے فرمایا: وہ خوف و قتل اور چھین جھپٹ کا زمانہ ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ اس قتل و فساد کی کوئی انتہا بھی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں، ایسی کوئی تنگی نہیں جس کے لیے کوئی کشادگی نہ ہو، لیکن جو کچھ اس فتنے کے لیے باقی بچے گا وہ کیا ہو گا، یہ تو ایسا فتنہ ہو گا

جسے حارقہ یعنی جلانے والا فتنہ یا حالقہ یعنی مونڈنے والا فتنہ کہا جا سکتا ہے، جو خالص عربوں، خالص موالی یعنی فارسی لوگوں، سرمایہ کے مالک اور باقی ماندہ لوگوں کا صفایا کر دے گا اور بہت کم لوگوں کو ہی چھوڑ کر ختم ہو جائے گا۔

اس روایت میں تین دجالوں کی کچھ تفصیلات ہیں۔

پہلا دجال تو وہی ہے جو مسیح دجال کے نام سے معروف ہے اور جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے، دوسرا دجال جو اس کانے دجال سے پہلے نکلے گا مختصر وقفے کے لیے اور جسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے "کذاب" کہا، جو فتنہ پرور اور دجال اکبر کے لیے راستہ ہموار کرنے والا ہو گا، یہ سفیانی بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ لوگ اس کی تیزی سے حاصل ہونے والی فتوحات کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہوں گے، اس کی پیروی کریں گے، اور اس کے ساتھ امام مہدی کے خلاف نکلنے والے لشکر میں بھی شامل ہو جائیں گے۔

البتہ اس کذاب اور دجال اکبر سے پہلے ایک اور کذاب کی بھی خبر دی گئی ہے جو ان دونوں سے پہلے ہو گا۔ اس کذاب اور پچھلی روایت میں نعیم بن حماد والی میں بہت توافق پایا جاتا ہے، جس میں ہے کہ وہ آل محمد کی طرف دعوت دے گا، حالانکہ آل محمد سے بہت دور ہو گا۔ یہ شخص مشرق سے نکلے گا، یعنی فارس اور موجودہ ایران سے۔ کالے جھنڈے اور سیاہی ان کی علامت ہو گی، عربوں اور فارسیوں کے پنچ درجے کے لوگ اس کے پیروکار ہوں گے، بھاگے ہوئے غلام اور دین سے خارج افراد اس کے ساتھ ہوں گے، سیاہی ان کی مخصوص علامت ہو گی اور شرک ان کا دین ہو گا۔ ان کی اکثریت ناک کٹے یعنی (زخمی) ہو گی، ان کی ابتدا و انتہا ہلاکت کے ساتھ ہو گی، اور ان کی ہلاکت ان کے اقتدار کے بقدر ہو گی۔ ان پر اللہ کی دائمی لعنت ہو۔ یہ جھوٹوں کا سردار ہو گا۔ آخری زمانے میں اس کا ظہور ہو گا اور اس کے اور دجال اکبر کے درمیان ایک ہی دجال ہو گا۔

ایک اور حدیث میں مزید وضاحت موجود ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تمہارے ہاتھوں کو عجمیوں سے بھر دے، پھر اللہ انہیں شیر بنادے گا، وہ بھاگیں گے نہیں وہ تمہاری گردنیں ماریں گے اور تمہاری غنیمتیں کھائیں گے۔(مستدرک حاکم)

عجم عموما غیر عربوں کو کہا جاتا ہے چاہے وہ کسی بھی قسم سے ہوں لیکن بالخصوص فارسیوں اور موجودہ ایران کے باشندوں کو کہا جاتا ہے۔

حدیث کا مطلب ظاہر ہے کہ عرب مسلمانوں نے فارس کی مجوسی سلطنت کی شوکت توڑ کر اسے فتح کر لیا، اور اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں کو کسری و فارسی خزانوں سے بھر دیا، لیکن ان سب کے بعد وہاں عربوں کے خلاف قوم پرستی کے جذبات پیدا کئے گئے۔ اور تشیع کے پردے میں چھپ کر عربوں سے اپنا انتقام لینے لگے، ان کے تیل کے خزانوں پر قابض ہو گئے۔ اور آج بھی اسے کھا رہے ہیں۔

لیکن عرب قوم پرستی اور ایرانی نسل پرستی کی اس جنگ میں جس میں ایک طرف عرب اہل سنت ہیں اور دوسری جانب ایرانی شیعہ ہیں اور بقیہ قومیں ان دونوں میں کسی ایک فریق کی جانب ہیں عنقریب دونوں آگے پیچھے ختم ہونے والے ہیں۔ پہلے نمبر کس کا ہو گا؟ یہ کوئی اہم نہیں، کیونکہ دونوں جانب روایتیں موجود ہیں، مسند احمد کی روایت میں ہے کہ

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ هَلَاكًا قوم العرب ثم أهل الفارس

سب سے پہلے عرب کی بربادی ہو گی اس کے بعد اہلِ فارس کی۔

دوسری جانب نعیم بن حماد وغیرہ کی روایات میں ہے کہ:

پہلے اہلِ فارس کی تباہی ہو گی اس کے بعد عرب ختم ہوں گے۔

أول الناس هلاكا فارس ثم العرب على أثرهم ثم بقايا عندنا يعني الشام[21]

---

(21) نعیم بن حماد، مسند بزار، بیہقی، تاریخ دمشق لابن عساکر

عرب، ایرانی چپقلش اس کو مزید ہوا دے رہا ہے، کیونکہ ایران نے لبنان، دمشق، بغداد اور صنعا چار عرب دارالحکومتوں کو قبضہ کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے اس کا غرور آسمان کو چھو رہا ہے۔ اور عربوں سے اپنا پرانا انتقام لینے کے لیے مناسب لمحے کے انتظار میں ہے۔

یہ لمحہ کون سا ہو سکتا ہے؟

ایک روایت ملاحظہ کیجئے۔

يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة ثم لا يصير إلى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم ثم ذكر شيئا لا أحفظه فقال فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوا على الثلج فإنه خليفة الله المهدي.(22)

”تمہارے خزانے کے پاس تین آدمی لڑیں گے، تینوں بادشاہ کے بیٹے ہوں گے، حکومت ان میں کسی کو نہیں ملے گی۔ اس کے بعد سیاہ جھنڈے مشرقی جانب سے نمودار ہوں گے، وہ تمہارا ایسا قتلِ عام کریں گے کہ ایسا کسی نے نہیں کیا ہو گا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ پھر فرمایا: جب تم انہیں دیکھو تو ان کی بیعت کرو اگر چہ برف پر گھسٹنا پڑے کیوں کہ اس میں اللہ کے خلیفہ امام مہدی ہوں گے۔“

یہ وہ لمحہ ہے ایران جس کے انتظار میں ہے۔ فتنہ حالقہ (مونڈنے والا فتنہ) میں ایران خشکی کے راستے حجاز میں دخل اندازی کر سکتا ہے، اور کالے جھنڈوں کے پیچھے (ممکنہ ایرانی مداخلت) کی نشانی ایک بادشاہ کی موت پر خاندان کے تین شخصیات کے درمیان لڑائی بتائی گئی ہے، جو کسی خزانے پر لڑیں گے، یہ خزانہ بیت اللہ بھی ہو سکتا ہے اور تیل بھی۔ اس کے بعد کالے جھنڈوں والے آئیں گے جو خراسان کے یا دولت اسلامیہ کے نہیں ہو سکتے،

---

(22) [illegible]

کیونکہ یہ ایسا قتلِ عام کریں گے جو عربوں کا کسی نے نہیں کیا ہو گا، اس کے پیچھے ان کا پرانا بغض و کینہ ہو گا جسے ٹھنڈا کرنے کا ان کو موقع ملنے کی دیر ہے۔ اس لیے بھی کہ حدیث میں ہے کہ ان جھنڈوں کی ابتدا فتح و نصرت سے ہو گی اور انتہا کفر کے ساتھ ہو گی۔

ایک مرفوع اثر مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذموم جھنڈے خراسان کے نہیں ہیں بلکہ یہ فارس کے ہوں گے۔

حضرت سلمہ بن مجنون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا (شاید عشاء کے بعد کا وقت تھا) انہوں نے فرمایا دروازہ بند کرو، پھر پوچھا کہ کیا یہاں ہمارے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے ہٹ کر ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا، تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: جب تم کالے جھنڈوں کو دیکھو کہ وہ مشرق کی جانب سے آ گئے تو اہلِ فارس کا اکرام کرو، کیونکہ ہماری حکومت انہی میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ یہ سنتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا آپ یہاں ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، تو انہوں نے فرمایا: سنائیے! میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جب کالے جھنڈے نکل آئیں گے تو اس کی ابتدا میں فتنہ ہو گا، درمیان میں گمراہی ہو گی اور آخر میں کفر ہو گا۔ (کتاب الفتن نعیم بن حماد)

اس روایت میں کالے جھنڈوں کے بارے دو مختلف نقطہ نظر منقول ہیں، ایک وہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ جب تم کالے جھنڈوں کو مشرقی جانب سے آتے ہوئے دیکھو تو اہلِ فارس کا اکرام کرو کیونکہ تمہاری حکومت انہی کی وجہ سے ہو گی۔

دوسرا نقطہ نظر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث کی روشنی میں سمجھا۔

بہ ظاہر اس روایت کا مقام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا گھر تھا، زمانہ وہ تھا جب امویوں کی حکومت تھی خصوصاً یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی اس جگہ پر کسی کو معلوم نہیں تھی اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو تعجب ہوا۔ موضوع شاید سیاسی چل رہا تھا، اسی وجہ سے انہوں نے پہلے دروازے بند کروائے، اور تاکید کی کہ کوئی اور تو موجود نہیں ہے، اس کے بعد وہ روایت بیان کی جو یقیناً انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد اس روایت سے وہ جھنڈے تھے جو اہلِ فارس کی حکومت کا راستہ ہموار کریں گے، اور چند دہائیوں کے بعد ایسا ہو بھی گیا جیسا کہ معلوم ہے۔

لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی حدیث سنائی اس لئے بھی کہ اپنی موجودگی بتائیں اور اس لیے بھی کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی غلطی واضح کرنا چاہتے تھے۔ وہ اس حدیث کو امانت سمجھ کر قوم کو پہنچانا چاہتے تھے۔ دونوں حضرات نے اپنی روایتیں بیان فرمائیں اور دونوں ہی حق پر تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان کالے جھنڈوں کا تذکرہ کر رہے تھے جو عباسی سلطنت کے قیام کی کوشش کر رہے تھے، جس میں اس وقت بنیادی طور پر فارس کے اہل سنہ شامل تھے۔ جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظے میں اس وقت وہ روایت تھی جس میں کالے جھنڈوں اور اہلِ فارس کا ذکر اکٹھے تھا اور جنہیں مذمت کے ساتھ بیان کیا گیا تھا جن کی ابتدا فتح و تمکین سے ہوگی، درمیان میں ضلالت اور آخر میں کفر پر انتہا ہوگی۔ شاید انہیں اس وقت اس پر تنبّہ نہ ہو سکا کہ یہ دو مختلف اوقات اور مختلف زمانوں کے بارے میں وارد روایات ہیں۔

بہر حال حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد الفاظ فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم اس پر دلالت کرتے ہیں کہ آخر زمانے میں مشرقی جانب سے آنے والے ان کالے جھنڈوں کے پیچھے کینہ اور بغض ہو گا، جسے نکالنے کا انہیں لمبے عرصے انتظار تھا۔ یہ وہی ہو سکتے ہیں جو عاشورا جیسے مقدس دن میں خون بہانے، چھریاں چلانے کی مشقیں کرتے ہیں۔ اہلِ سنہ پر ان کی زمین تنگ کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے جیسے ہی جزیرۃ العرب کا بادشاہ فوت ہو جائے گا اور خاندان میں اختلاف پیدا ہو کر لڑائی شروع ہو جائے گی اس بدامنی اور انتشار کے دوران انہیں مداخلت کا موقع مل جائے گا اور یوں وہ اندر آکر عربوں کا قتلِ عام کریں گے اور ان کے ''خزانے'' پر قابض ہو جائیں گے۔

یقینا یہ شر کے حاملین کے جھنڈے ہوں گے۔ جنہیں ابتدا میں خمینی کے انقلاب کی صورت فتح و تمکین ملی، پھر اس انقلاب کو عالمِ اسلام میں برآمد کرنے کی نامبارک کوششیں شروع ہوئیں اور بہت بڑا طبقہ ان کے نعروں، اصلاحات اور غلبے کو دیکھ کر متاثر ہوا، گمراہی کا شکار ہوا، اور آخر میں جب یہ اپنے بل سے نکل کر عراق، شام اور یمن میں پہنچے تو انہوں نے اہلِ سنہ کی عورتوں کو بخشا نہ بچوں کو، عوام کو تہہ تیغ کیا اور ملکوں کو تاراج کیا۔ اور اب سب سے آخر میں فارسی سلطنت کے سامنے سب سے بڑا ہدف یہی رہ گیا ہے کہ یہ سعودی عرب پر بھی حملہ کر کے حجاز پر قبضہ کر لیں، اور صحابہ کرام کے قبور کو اکھاڑ کر بغضِ صحابہ کا اظہار کریں۔

ملے جلے جھنڈے

اب تک دو قسم کے جھنڈوں اور ان کے حاملین کا ذکر ہو چکا ہے، وہ دونوں مشرقی جانب سے آئیں گے، ایک تو وہ ہیں جو گھوڑوں کو خون میں ڈبو دیں گے، ان کا مطالبہ عدل و انصاف کے قیام کا ہو گا جو پورا نہیں کیا جائے گا پھر جب یہ لڑیں گے اور انہیں اقتدار مل جائے

گا تب انہی سے عدل کا مطالبہ ہو گا لیکن یہ لوگ اسے پورا نہیں کریں گے۔ یہ ساری روایات بنو عباس پر منطبق ہوتی ہیں جو بنو امیہ کے آخری دور میں ظاہر ہوئے، ۱۳۲ ہجری میں انہیں حکومت ملی اور ان کی حکومت بھی دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے پکڑے اس نظام کا تسلسل تھی جس پر بنو امیہ چل رہے تھے۔

دوسری قسم کے جھنڈے وہ ہوں گے جن کی ستائش کی گئی ہے، انہیں ابتدا میں بے یار و مددگار چھوڑا جائے گا، اور یہ بہ ظاہر دو مرتبہ ہو گا۔ پہلی مرتبہ شیخ اسامہ شہیدؒ کے دور میں ہوا، دوسری بار کا علم اللہ کو ہے۔ یہ جھنڈے طالقان افغانستان کے پہاڑوں سے نکلیں گے، لوگ ان کی مدد کریں یا بے یار و مددگار چھوڑ دیں یہ اپنے بیانیے پر قائم رہیں گے، اور خلافت کے قیام کی کوشش کرتے رہیں گے، انہیں نصرت و تمکین ملے گی تو بنو عباس کی طرح اسی نظام جبر کا تسلسل نہیں ہوں گے، نہ ہی ملک عاض یا ملک جبري ہو گی۔ بلکہ یہ تاریخ کا دھارا موڑ کر صدیوں سے محروم امت کے سر پر دستِ شفقت رکھیں گے اور جھنڈا حضرت امام مہدی کے حوالہ کر کے خلافت علی منہاج النبوت قائم کریں گے۔

تیسری قسم کے جھنڈے وہ ہیں جو ملے جلے ہیں۔

إذا رأيتم الرايات السود فالزموا الأرض ولا تحركوا أيديكم ولا أرجلكم ثم يظهر قوم ضعفاء لا يؤبه لهم، قلوبهم كزبر الحديد، هم أصحاب الدولة، لا يفون بعهد ولا ميثاق، يدعون إلى الحق وليسوا من أهله، أسماؤهم الكنى، ونسبتهم القرى، وشعورهم مرخاة كشعور النساء، حتى يختلفوا فيما بينهم، ثم يؤتي الله الحق من يشاء.(23)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: جب تم کالے جھنڈوں کو دیکھو تو زمین کو لازم پکڑو، اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو کوئی حرکت نہ دو، اس کے بعد ایک ضعیف قوم

---

(23) [illegible]

ظاہر ہو گی جن کی کسی کو کوئی پرواہ نہیں ہو گی، ان کے دل ایسے ہوں گے جیسے لوہے کے ٹکڑے، یہ دولہ والے ہوں گے، جو کسی عہد اور معاہدے کی پاسداری نہیں کریں گے۔ حق کی طرف دعوت دیں گے لیکن یہ حق کے اہل نہیں ہوں گے۔ ان کے نام کنیت والے ہوں گے اور ان کی نسبتیں بستیوں والی ہوں گی۔ ان کے بال عورتوں کی طرح لٹکے ہوئے ہوں گے، یہاں تک کہ ان میں اختلاف واقع ہو جائے گا۔ اس کے بعد اللہ حق جسے دینا چاہے گا دے دے گا۔

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن حیران کن حد تک موجودہ احوال پر منطبق ہوتی ہے۔ سب سے پہلے یہ ہم سے ان جھنڈوں کے حاملین کے بارے میں احتیاطی موقف اختیار کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ نہ تو ایسا سلبی موقف جو ہمیں ان کے خلاف صلیبی و صہیونی اتحادیوں کی صفوں میں کھڑا کر دے اور نہ ایسا کہ ان کے ساتھ شامل ہو کر ان جیسے اعمال کا ارتکاب کرا دے۔ یہ ہم سے برف پر گھسٹ کر ان کے پاس جانے کا مطالبہ بھی نہیں کرتی، اسی وجہ سے دولہ (دولت اسلامیہ فی العراق والشام) کے بارے میں احتیاطی موقف اختیار کرنا چاہیے۔

شروع میں جب کالے جھنڈوں کا ظہور ہوا اور ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ انہیں افغانستان سے عراق لے کر آئے۔ تو عالمی طاقتوں کو ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی، کیونکہ انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ ایک دن یہ عراق میں اہل سنہ کے علاقوں پر قابض ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ عراق (خصوصا سنی علاقوں پر) قابض ہو گئے اور خلافت کا اعلان کر دیا۔ ان کے دلوں کو لوہے کے ٹکڑے کہا گیا، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ کفار کے معاملے میں سخت دل ہیں۔ بلکہ بعض مواقع پر غلو کی وجہ سے ان سے مسلمانوں بلکہ مجاہدین کی تکفیر بھی صادر ہو چکی ہے۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ کفار کے خلاف انہوں نے بے مثال جرأت دکھائی۔

"کسی عہد و معاہدے کی پاسداری نہیں کریں گے" دولت اسلامیہ والے حضرات اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ یہ لوگ اقوامِ متحدہ کے بنائے ہوئے حقوق انسانی کا چارٹر، اور اس کے تحت بنائے گئے مختلف ملکوں کے آئین و قوانین، اور قوموں کے آپس کے باطل معاہدوں کی کوئی پاسداری نہیں کریں گے۔ بلکہ ان کا نعرہ ہی یہ ہو گا کہ ہم شریعتِ محمدیہ کے علاوہ کوئی اور آئین و قانون تسلیم نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ اخوان المسلمون اور دوسری دینی سیاسی جماعتوں کی تکفیر بھی کرتے ہیں، کہ یہ لوگ جمہوریت کے قائل ہیں جس میں اللہ کی نازل کردہ کتاب کی بجائے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون پر ریاستیں اور حکومتیں چلائی جاتی ہیں۔

"یہ حق کی طرف دعوت دیں گے لیکن یہ حق والے نہیں ہوں گے" اگر اس پروپیگنڈے سے خالی ہو کر جائزہ لیں جو مغرب اور اس کے پروردہ حکمرانوں اور میڈیا کا پھیلایا ہوا ہے تو دولت اسلامیہ کے نعروں، جھنڈے، دعووں اور مطالبات و شعارات میں بہت ساری چیزیں ایسی ملیں گی جن کے "حق" ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے خلافت اسلامیہ کا قیام ہے جسے ختم کر کے سائیکس پیکو کے پنجرے میں مسلم ممالک کو مقید کر دیا گیا، اور امت کو بھیڑیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ روز کوئی صہیونی و صلیبی دشمن کسی مسلم ملک کو اپنا نوالہ بناتا ہے اور باقی ممالک بھیگی بلی بنے اس کا تماشا دیکھ رہے ہوتے ہیں، باری باری سب کی باری آگئی لیکن اس کے باوجود خلافت کے نام سے نام نہاد مسلم حکمران الرجک ہیں۔ مسلمانوں میں انصار و مہاجرین کے نام سے مواخاۃ کا عظیم روحانی رشتہ قائم کرنا جو تمام قومیتوں اور وطنیتوں سے بالاتر ہو، یہ بھی حق ہے۔ پوری زمین میں ہر مظلوم مسلمان کی نصرت کرنا بھی "حق" ہے۔ شریعت اسلامیہ کا نفاذ بھی "حق" ہے۔ مالداروں سے زکوۃ وصول کر کے غریبوں کو دینا بھی "حق" ہے۔ اجتماعی نظام انصاف قائم کرنا "حق" ہے۔ جہاد کا اِحیا جسے "الحکم الجبری" نے ختم کر دیا تھا بھی "حق" ہے۔ اسلام کا مالی نظام زندہ کرنا، کاغذی

کرنسی کی بے بنیاد مالیت کی بجائے سونے وچاندی کو رواج دینا، سود ختم کر کے اسلامی معاشی نظام قائم کرنا سب ”حق“ ہے اور ان چیزوں کے حق ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ان کے نفاذ میں ہر چیز کی پوری رعایت نہیں کی گئی ہو، یا بعض معاملات میں شدت سے کام لیا گیا ہو یا فقہ اوّلیات (الاہم فالاہم) کا خیال نہیں رکھا گیا ہو۔ یہ سب غلطیاں ممکن ہیں لیکن ان سب کے باوجود بنیادی بات یہی ہے کہ یہ سب امور ”حق“ ہیں جن کی طرف دولت اسلامیہ دعوت دیتی ہے۔

لیکن یہ اس حق کے اہل نہیں ہیں، کیونکہ خلافت آخر زمانے میں حضرت امام مہدی کے علاوہ کوئی قائم نہیں کر سکے گا، اور جو کوئی اس کا مدعی ہو گا وہ باطل ہو گا۔ نیز دولت اسلامیہ کے ساتھ مجاہد تنظیموں کا خلافت کے معاملے پر اختلاف اسی نکتے پر ہے کہ خلافت کا قیام اپنی جماعت یا تنظیم کے مخصوص افراد موجودگی میں نہیں ہو گا، بلکہ یہ تو امت کی سطح پر اہلِ حل و عقد کا کسی ایسی شخصیت پر متفق ہونا ہے جس میں شرائط پائی جائیں۔ جبکہ بغدادی صاحب کو اہلِ حل و عقد نے خلیفہ نہیں بنایا بلکہ انہیں اپنی ہی جماعت کی شوریٰ نے اپنا امیر بنایا ہے اور اُن کی امارت اسی حد تک محدود ہے۔

دولت اسلامیہ والے بھی کالے جھنڈوں والے ہیں، لیکن انہوں نے عمومی طور پر تمام ان روایات کے ساتھ انکار یا تاویل کا رویہ اختیار کر رکھا ہے جو ان کے مخصوص نظرئے و انداز کے خلاف ہوں۔ مذکورہ بالا حدیث میں ان کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ ”ان کے دل گویا لوہے کے ٹکڑے ہیں“ یہ صفت اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے قصے میں بھی ذکر کی ہے جب وہ ایک قوم کے پاس پہنچے اور انہوں نے یاجوج وماجوج کے ظلم کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

﴿قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝٩٥ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝٩٦ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝٩٧﴾[24]

یاجوج وماجوج دو وحشی قبیلے تھے جو دو پہاڑوں کے پیچھے رہتے تھے، اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے وہ پہاڑوں کے درمیانی درّے سے اس علاقے میں آکر قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ علاقے کے لوگ ان سے پریشان تھے، اس لئے انہوں نے ذولقرنین کو دیکھا کہ وہ بڑے وسائل کے مالک ہیں تو ان سے درخواست کی کہ پہاڑوں کے درمیان جو درّہ ہے اسے ایک دیوار بنا کر بند کر دیں، تاکہ یاجوج ماجوج کا راستہ بند ہو جائے، اور وہ یہاں آکر فساد نہ پھیلا سکیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے کچھ مال کی بھی پیش کش کی لیکن حضرت ذوالقرنین نے کوئی معاوضہ لینے سے انکار کر دیا، البتہ یہ کہا کہ اگر تم اپنی انفرادی طاقت سے میری مدد کرو تو میں یہ دیوار بلا معاوضہ بنادوں گا۔

ذوالقرنین نے پہلے لوہے کی بڑی بڑی چادریں پہاڑوں کے درمیان رکھ کر درّے کو پاٹ دیا، پھر ان چادروں کو آگ سے گرم کرکے ان پر پگھلا ہوا تانبا ڈالا، تاکہ چادروں کی درمیانی درازوں میں جاکر بیٹھ جائے اور اس طرح یہ دیوار نہایت مضبوط بن گئی، کہ یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھنے کی طاقت رکھتے تھے نہ اور نہ اس میں کوئی سوراخ بناسکتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت میں کالے جھنڈوں والے ان لوگوں کے دلوں کو زبر الحدید کہا گیا ہے، یعنی لوہے کے ٹکڑے اور ذوالقرنین کے اس قصے

(24) (الکھف)

میں بھی یہی لفظ مذکور ہے۔ یاجوج وماجوج کے خلاف بننے والی دیوار کے لوہے کے ٹکڑوں کو انہوں نے تانبے کی چادروں کے ذریعے مضبوط بنادیا تھا۔

کاش کوئی ذو القرنین جیسا بابصیرت حاکم انہیں میسر ہوتا اور امت کے اس اسٹریٹجک خزانے پر جو لوہے کے مختلف ٹکڑوں کی صورت میں تھا، تانبے کی چادر چڑھا کر انہیں ایک مجتمع قوت بنا دیتا، اور قوت و طاقت، جذبۂ توحید و اخلاص کے ساتھ ایک معتدل و بصیرت افروز جماعت بن جاتی۔ جن میں جاذبیت ہوتی اور ان کی باطنی کشش کی وجہ سے لوگ ان کے قریب آتے۔ نہ کہ صرف تکفیر و تفسیق کر کے غلو کے مرتکب بنتے، ان میں اختلاف نہ ہوتا جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔(لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد! ابو بکر البغدادی بھی امریکی حملے میں شہید ہو گئے، اللہ اُن کی مغفرت فرمائے)

دوسری جانب جبر پر مبنی نظام (جسے حدیث میں الحکم الجبری کہا گیا ہے) کے رکھوالے اور سائیکس پیکو کے پنجرے میں بند وطنوں کے حکمران بلا استثناء یہ خود اور ان کے آئین و قوانین سب باطل کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ایک طرف دولت اسلامیہ (اور اس کے ضمن میں تمام وہ جماعتیں جو خلافت کے داعی ہیں، لیکن چونکہ روایت میں بحث انہی کے متعلق ہو رہی ہے اس لیے اسے حصر نہ سمجھا جائے) جن کا شعار لا إلہ إلا اللہ ہے، دوسری جانب پچاس سے زائد مسلم ممالک جن میں ہر ایک کا شعار "وطن زندہ باد" ہے۔ خلافت کی داعی جماعتیں جو ہم سے روم و اندلس کی فتح کا وعدہ کرتی ہیں، فلسطین سمیت سارے مظلوم ممالک کی آزادی کی نقیب ہیں۔ دوسری جانب ہمارے ملکوں کے اصحابِ اقتدار جن کے وعدے اور کوششیں روٹی اور عیش و عشرت سے آگے نہیں بڑھتیں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ایک طرف وہ جن کا دعویٰ حق کا ہے (اگرچہ وہ اس حق کے اہل نہ ہوں) دوسری طرف وہ ہیں جن کا دعویٰ باطل کا ہے اور جو بالیقین باطل والے ہیں۔

ملے جلے ان جھنڈوں سے مراد صرف دولت اسلامیہ نہیں ہے اگرچہ ان کی قوت و شوکت کی وجہ سے یہی اس کے مصداق سمجھے جاتے ہیں، لیکن میدان میں خصوصا شام و عراق میں دوسری جماعتیں بھی پائی جاتی ہیں جن کے جھنڈے بھی کالے ہیں۔ ان میں سے ایک الجبهة النصرة ہے جس نے دولت اسلامیہ کی کوکھ سے جنم لیا۔ اس میں بھی کثیر تعداد میں اہلِ حق شامل ہیں۔ جیش الاسلام نامی شامی مسلمانوں کی تنظیم بھی ہے۔ ان کا مرکز غوطہ ہے جو دمشق کے قریب ہے جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ الملحمۃ الکبری میں مسلمانوں کا کیمپ یہیں پر ہو گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان جھنڈوں کا اختلاف کب ختم ہو گا اور کب یہ متحد ہوں گے۔ حدیث میں فتنہ دہیما کا تذکرہ ہے، کالی سیاہ رات کی طرح اندھا فتنہ، جس میں آدمی صبح کو مومن شام کو کافر اور شام کو مومن صبح کافر ہو گا۔ اس فتنے کے دوران ہی مسلمانوں کے دو کیمپ بن جائیں گے، نفاق اور ایمان کا کیمپ۔ جو ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہوں گے۔ اگرچہ صفیں بن رہی ہیں، اور مسلم معاشرے میں دو مختلف ذہن والے افراد کی تقسیم تیزی سے بنتی جارہی ہے۔ لیکن عنقریب آخری سطح تک پہنچنے سے پہلے یہ تقسیم کامل ہو جائے گی، حالات کی بھٹی ان مومنین کو کندن بنادے گی۔ اور ہر تنظیم کے اہلِ حق کو اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی پر متفق فرمادے گا۔

حضرت عبداللہ بن زریر الغافقی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ:

ستكون فتنة يحصل الناس منها كما يحصل الذهب في المعدن، فلا تسبوا أهل الشام، وسبوا ظلمتهم، فإن فيهم الأبدال(٢٥)

---

(25) مستدرك حاكم

”ایک فتنہ ہو گا جس میں لوگ ایسے ہو جائیں گے جیسے سونا اپنے معدن میں بن جاتا ہے، تم شام والوں کو گالی مت دو، بلکہ ان کے ظالموں کو گالی دو، کیونکہ ان میں ابدال پائے جاتے ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں اہلِ شام کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے، اہلِ شام کی دوسری فضیلتیں بھی بہت زیادہ ہیں۔ البتہ ان کے ظالم اور شریر لوگوں کو برا بھلا کہنے سے نہیں روکا ہے۔ یعنی ان کے ظالم حکام اور ان کے معاونین۔ کیونکہ شام امت کا تھرمامیٹر ہے، حدیث میں ہے کہ جب شام والے بھی بگڑ گئے تو تم لوگوں میں کوئی خیر نہیں ہو گی۔